ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

شمارہ:44 ستمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ذوالقعدۃ ۱۴۳۳ھ



نبی رحمت ﷺ کی توہین آمیز فلم اور ہماری ذمہ داری

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

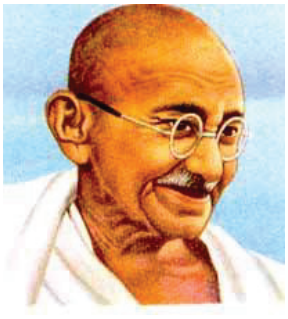
43 agust2012.indd 1 10/2/12 5:20 PM





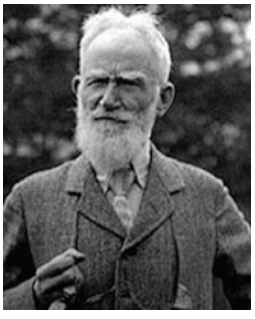
محمد ﷺ دراصل سالارِ اعظم تھے۔ آپ نے اہلِ عرب کو درسِ اتحاد دیا۔ ان کے آپس کے تنازعات ومناقشات ختم کیے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ 15 سال کے قلیل عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں، بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا۔ حیرت انگیز کارنامہ تھا رسول معظم ﷺ کی تعلیم کا کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہو گیا۔ جبکہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہا السلام پندرہ سو سال میں اپنی امتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ حضرت محمد ﷺ عظیم انسان تھے۔ جب آپ دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہلِ عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کے اسٹیج پر دیگر قوموں نے جو عظمت وشہرت حاصل کی اس قوم نے بھی اس طرح ابتلاء ومصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی اور اس نے اپنی روح اور نفس کو تمام آلائشوں سے پاک کر کے تقدس وپاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔

(فرانس کے عظیم جرنیل نپولین بوناپارٹ)



اسلام نے تمام دنیا سے خراجِ تحسین وصول کیا جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا۔ ایک روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہو گئے۔ اسلام دین باطل نہیں ہے، ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام نے بزورِ شمشیر سرفرازی اور سربلندی حاصل نہیں کی بلکہ اس کی بنیاد نبی کا خلوص، خودی پر آپ کا غلبہ، وعدوں کا پاس، غلام، دوست اور احباب سے یکساں محبت۔ آپ کی جرأت اور بے خوفی اللہ اور خود پر یقین جیسے اوصاف تھے۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اس کی فتوحات میں یہی اوصاف حمیدہ شامل ہیں اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود پیش قدمی کرتے چلے گئے۔

(موہن چند کرم داس گاندھی)



میں نے رسول اکرم ﷺ کے دین کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ الزام بے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے، میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح مبارک کا گہرا مطالعہ کیا ہے میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔

(جارج برناڈ شاہ)



میں نے ان سو آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے تاریخ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں سب سے پہلے محمد ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے بعض لوگ حیران ہوں گے لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے۔ کائنات میں جتنی بھی ہستیاں آئیں اگر ان کے حالات پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن سے لڑکپن میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے زندگی میں کچھ اچھے کام کر دکھائے لیکن دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ وہ ہستی محمد ﷺ ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد میں کوئی دے گا۔ لہٰذا اس بات پر میرے دل نے چاہا کہ جس شخصیت نے ایسی علمی خدمات سرانجام دی ہوں میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلیٰ شخصیات میں پہلا درجہ دوں۔

(ڈاکٹر مائیکل ایچ ہارٹ)



رسول عربی ﷺ کے کل تک تو پہنچنا مشکل ہے البتہ یہ محمد جرنیل ہیں، یہ محمد بادشاہ ہیں، سپہ سالار ہیں، تاجر ہیں، داعی ہیں، فلاسفر ہیں، مدبر ہیں، خطیب ہیں، مصلح ہیں، یتیموں کی پناہ گاہ ہیں، عورتوں کے نجات دہندہ ہیں، جج ہیں، ولی ہیں۔ یہ تمام اعلیٰ اور عظیم الشان کردار ایک ہی شخصیت کے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی کیلئے آپ ﷺ کی حیثیت مثالی ہے۔

(ہندو پروفیسر راما کرشنا راؤ)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:44 ستمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ذوالقعدۃ ۱۴۳۳ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

رابطہ کا پتہ

پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت

فاکس : 22400057

فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160

ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.misbahmagazine.com

ہاٹ لائن رابطہ
97266691

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

3



5



7



سنقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد(الفلم المسيء للنبي صلى الله عليه وسلم و واجبنا تجاهه) ☆ قبس من القرآن الكريم (تفسير آية الكرسي) ☆قبس من الأحاديث النبوية (أمن الحلال أم من الحرام) ☆ الدور المثالي لقائدنا وقدوتنا محمد صلى الله عليه وسلم ☆أساليب النبي صلى الله عليه وسلم في تربية الأطفال ☆أصول وعوامل الحياة الدنيوية السعيدة ☆ هل نحن مسلمون ؟ ☆حوار مع السيد محمد عبدالكريم عرفان ☆ شبهات حول الاسلام : كيف توفق بين الاسلام وعمل المسلمين؟ ☆عذب الكلام ☆ فلق الصبح ☆ أنشطة اللجنة والجاليات المسلمة.

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net

43 agust2012.indd 1 10/2/12 5:21 PM

نبی رحمت ﷺ کی توہین آمیز فلم اور ہماری ذمہ داری

آج مغرب سمیت پوری دنیا اسلام دشمنی پر کمربستہ ہوچکی ہے، کبھی وہ مسلمات دین پر کیچڑ اچھالتے ہیں، تو کبھی قرآن کریم کی بے حرمتی کرتے ہیں، کبھی صدیقہ بنت صدیقؓ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں تو کبھی حرمین شریفین کو بم سے اڑانے کی دھمکیاں دیتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو رجعت پسند اور کٹرپنتھی کا نام دیتے ہیں تو کبھی ہمارے حبیب ﷺ کے اہانت آمیز خاکے شائع کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں یوٹیوب پر 14 منٹ کی ایک فلم نشر ہوئی ہے، یہ فلم سام باسلے نے بنائی ہے، جس نے خود کو اسرائیلی یہودی کے طور پر متعارف کرایا ہے، اور دعوی کیا ہے کہ اس فلم کی تیاری کے لیے اس نے 100 یہودیوں سے 5 ملین ڈالر اکٹھا کئے ہیں۔ اس توہین آمیز فلم میں اس نے اسلام اور نبی رحمت کو دہشت گردی کا علمبردار باور کرایا ہے، برصغیر پاک و ہند سمیت پوری دنیا میں اس فلم کی مذمت کی گئی ہے، اور اس کے ردعمل میں لیبیا میں امریکی سفیر جے کرسٹوفر سمیت تین امریکی اہلکار ہلاک کردیئے گئے ہیں، مصر میں مشتعل عوام نے امریکی سفارخانے کو آگ لگادی ہے۔

ظاہر ہے کیا کوئی برداشت کرے گا کہ اس کی ماں کو کوئی گالی دے یا سخت سست کہے، ایک غیرتمند انسان قطعاً اسے برداشت نہیں کرسکتا، اور ممکنہ حد تک اپنی ماں کا بدلہ لینے کی کوشش کرے گا، جب ماں کی اہانت پر ہر انسان کے اندر غیرت جاگ اٹھتی ہے تو ہمارے حبیب ہمیں اپنے ماں باپ سے بھی عزیز ہیں بلکہ ہماری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں ان کے ساتھ گستاخی کو ہم کیوں کر برداشت کرسکتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان اس بات کا مکلّف ہے کہ وہ کوئی بھی اقدام شریعت محمدی سے ہٹ کر نہ کرے، جذبات میں آکر بے گناہوں کو قتل کرنا یا آبادجگہوں کو برباد کرنا اسلامی تعلیم کے منافی عمل ہے، خود ہم اپنے نبی کی زندگی میں جھانک کر دیکھ سکتے ہیں کہ مخالفین کی مخالفت سے آپ کے اخلاق حمیدہ میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا، اور جذباتی اقدام ہمیشہ مثبت اور ہمہ گیر اثرات سے خالی ہوتا ہے پھر ہمیں اس طرح کی کاروائیوں کے پیچھے اسلام دشمن عناصر کے اہداف کو بھی سامنے رکھنا چاہیے کہ وہ اصل میں اسلام کی آفاقیت اور اسکے فروغ سے بوکھلاہٹ میں مبتلا ہیں، انہیں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی ترقی اور ان کی یکجہتی و یگانگت ایک آنکھ نہیں بھارہی ہے، اس لیے وہ ایسی مجرمانہ کاروائی میں مشغول ہیں۔ ورنہ کتنے انصاف پسند مغربی مفکرین نے اعتراف کیا ہے کہ انسانیت میں اگر کوئی عظمت کا مستحق ہوسکتا ہے تو وہ محمد ﷺ ہیں، آپ وہ عظیم انسان ہیں جن کے جیسے اس دھرتی پر نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ قیامت کے دن تک پیدا ہوسکتا ہے، آخر اس سے بڑھ کر عظیم انسان کون ہوسکتا ہے جو ایک دن اور دو دن نہیں مسلسل ۲۳ سال تک انسانیت کی خیرخواہی کے لیے تڑپتا رہا، پھر وہ دن بھی آیا کہ جن لوگوں نے آپ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کی بازی لگائی تھی اپنے کئے پر پشیماں ہوئے اور آپ کے پیغام کو پوری دنیا میں لے کر پھیل گئے۔ کیونکہ ان کو یقین ہوگیا تھا کہ آپ ساری انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، کیا اس انسان سے بڑھ کر رحم و کرم کا پیکر کوئی ہوسکتا ہے کہ جن کی خیرخواہی کی تھی انہوں نے ہی ان پر پتھر برسائے تھے، یہاں تک کہ خون آلود ہوکر زمین پر گر گئے تھے، جب ہوش آیا اور فرشتے نے ظالموں کو جرم کا انجام چکھانے کی اجازت چاہی تو یہ کہتے ہوئے منع کردیا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ پاک ان میں سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو ایک اللہ کی عبادت کرے گی، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

اس یہودی عورت کو دیکھیں جس نے رحمت عالم ﷺ کے سامنے شدت عناد میں اس ارادہ سے زہر آلود کھانا پیش کیا تھا کہ نعوذ باللہ اس نبی سے چھٹکارا حاصل کرلیں، لیکن اسے بھی معاف کردیا۔ پھر جن لوگوں نے 21 سال تک آپ کا اور آپکے اصحاب کا جینا دوبھر کردیا تھا فتح مکہ کے موقع پر سارے مجرمین آپ کے قبضہ میں تھے، ایک ایک سے بدلہ لے سکتے تھے لیکن قربان جایئے رحمت عالم ﷺ کی رحمت وشفقت پر کہ سب کی عام معافی کا اعلان کررہے ہیں۔ آپ کی رحمت انسانوں تو کجا حیوانوں تک کو شامل تھی جس کی تفصیلات سیرت کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

آج ایسے نبی رحمت کو دہشت گرد باور کرایا جارہا ہے تو یہ دراصل اس کشمکش اور معرکہ آرائی کا شاخسانہ ہے جو حق و باطل کے بیچ روز اول سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ مجرمانہ حرکت جناب رسالت مآب کو کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتی کہ اللہ پاک نے خود آپ کی شان بڑھائی ہے، آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے، آپ کے مخالفین کے لیے ذلت ورسوائی مقدر کی ہے، تمسخر اڑانے والوں کو اللہ پاک نے اپنے انجام تک پہنچایا ہے، اس لیے جب کوئی گستاخ ہمارے نبی کی شان میں گستاخی کرے گا تو اس سے ہمارے نبی کی تنقیص نہیں ہوگی بلکہ ان کے مقام اور مرتبہ میں اضافہ ہوگا۔ آپ کی اہانت کرنے والوں کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے سورج پر تھوکنے کی جرأت کی تو تھوک ان کے چہرے پر ہی آگرا، تجربات بھی شاہد ہیں کہ اس طرح کی نازیبا حرکتوں کا انجام ہمیشہ بہتری کی شکل میں سامنے آیا ہے، ہمیں اللہ پاک کے اس فرمان پر یقین رکھنا ہے کہ: **لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم** ''اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے''۔ البتہ ہمیں اس مناسبت سے اپنے حبیب کے دفاع کے لیے کمر ہمت باندھتے ہوئے ذیل کے چند کام کرنے ہیں:

- ☆ اللہ کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کریں، دوستی اور دشمنی کا معیار اللہ اور اس کے رسول کی ذات ہونی چاہیے کہ مومنوں کو اللہ کے دشمنوں سے محبت نہیں ہوتی۔
- ☆ دشمن کا اقتصادی بائیکاٹ کریں، ان کی مصنوعات کی ناکہ بندی کرکے ہم انہیں سخت خسارے سے دوچار کرسکتے ہیں کہ یہ دشمن کو نقصان پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔
- ☆ اگر ہمارے اندر کسی طرح کی دینی کوتاہی پائی جاتی ہے تو اپنا محاسبہ کریں، دین سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائیں، اپنی سوچ میں فکر آخرت کو جگہ دیں، سیرت نبوی کا گہرائی سے مطالعہ کریں، سیرت پر مشتمل کتابیں اپنے گھروں میں لائیں اور بیوی بچوں کو پڑھ کر سنائیں، اپنے معاشرے میں سنت نبوی کو عام کریں۔ اس طرح اپنے نبی کی سنت کو نمونہ بنا کر دنیا کو بتادیں کہ ہم اپنے نبی کے حقیقی محبّ ہیں۔
- ☆ ہر شخص اپنے اپنے میدان میں اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرے، اصحاب قلم اپنی نگارشات کے ذریعہ، خطباء اور ائمہ مساجد خطبات جمعہ کے ذریعہ، اصحاب ثروت سیرت پر مشتمل کتابیں شائع کرکے، اور عام لوگ سیرت کا مطالعہ کرکے اور سیرت کے پیغام کو غیر مسلموں تک پہنچا کر دین کی خدمت انجام دیں کہ یہ وقت کا تقاضا ہے۔

صفات عالم محمد زبیر تیمی
safatalam12@yahoo.co.in

43 agust2012.indd 2 10/2/12 5:21 PM

صدائے عرش　　صفات عالم تیمی (کویت)

تفسیر آیت الکرسی

﴿اللّٰہُ لاَ إِلٰـہَ إِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ لاَ تَأْخُذُہُ سِنَۃٌ وَلاَ نَوْمٌ لَّہُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِندَہُ إِلاَّ بِإِذْنِہِ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ أَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلاَ یُحِیْطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ یَؤُودُہُ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾(سورۃ البقرۃ 255)

ترجمہ: ''اللہ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو اس کے سامنے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے، وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''

تشریح: قرآن کریم کی ساری آیات میں سب سے بہتر، سب سے عظیم اور سب سے افضل آیت 'آیت الکرسی' ہے۔ایک روز اللہ کے رسول ﷺ نے ابی بن کعب ؓ سے پوچھا: ''ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کریم کی کونسی آیت سب سے عظیم ہے؟'' کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ اور اسکے رسول زیادہ علم رکھتے ہیں۔آپ نے پھر پوچھا: ''ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کریم کی کونسی آیت سب سے عظیم ہے؟ کہتے ہیں، میں نے کہا: اللّٰہُ لاَ إِلٰـہَ إِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ تو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابوالمنذر! تجھے علم مبارک ہو''۔(مسلم)

جو شخص فرض نماز کے بعد اس کی تلاوت کرتا ہے وہ دوسری نماز تک اللہ کے حفظ وامان میں آجاتا ہے، بلکہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کا مستحق بن جاتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلاۃ مکتوبۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا أن یموت ''جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا اسے جنت میں داخل ہونے سے موت ہی روک سکتی ہے''۔

(نسائی، وصححہ الالبانی فی صحیح الترغیب والترہیب 1595)

یہ آیت جن وشیاطین کے شر کے سامنے ڈھال کی سی حیثیت رکھتی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیۃ نے فرمایا کہ ''آیۃ الکرسی جادوگروں کے جادو اور شعبدہ بازوں کی شعبدہ بازی کے ابطال کے لیے مجرب نسخہ ہے''۔جو شخص اس آیت کا اہتمام کرتا ہے شیطان کے شر سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ کے حفظ وامان میں آجاتا ہے، صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ کی مشہور روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو صدقہ فطر کی نگرانی پر مامور کیا تھا، ان کے پاس رات میں لگاتار تین روز تک ایک شخص آتا رہا اور صدقہ فطر سے چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا، لیکن ہر رات اس نے اپنے فقر وفاقہ کی شکایت کی تو ابوہریرہؓ نے اس پر رحم کھاتے ہوئے معاف کر دیا، تیسرے روز اس نے ایک نسخہ بتایا کہ جب تم بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو، صبح تک اللہ کی طرف سے تیری حفاظت ہوتی رہے گی اور شیطان تیرے قریب نہ آسکے گا۔ ابوہریرہؓ نے جب یہ ماجرا اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اما انہ قد صدقک وھو کذوب ''اس نے تجھ سے سچ کہا لیکن وہ جھوٹا ہے'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین روز تک تمہارے پاس جو شخص آتا رہا وہ دراصل شیطان تھا۔(بخاری) گویا شیطان نے اعتراف کیا کہ اللہ کی جناب میں اس کے شر سے پناہ حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ آیت الکرسی ہے۔

اس آیت کریمہ کی اس قدر اہمیت وفضیلت اسی لیے ہے کہ یہ اللہ تعالی کی قدرت وعظمت، اس کی وحدانیت اور صفات جلال پر مبنی نہایت جامع آیت ہے، شرح صحیح مسلم میں امام نوویؒ نے فرمایا: ''علماء کہتے ہیں کہ آیت الکرسی دوسری آیتوں سے ممتاز اس لیے ہے کہ یہ اسماء وصفات کے بنیادی اصول الوہیت، وحدانیت، زندگی، علم، ملک، قدرت اور ارادہ پر مشتمل ہے، اور یہ سات چیزیں اسماء وصفات کی اساس ہیں۔''اسی بنیاد پر اس کو پڑھنے، صبح وشام کے اوقات میں اسے اپنا وظیفہ بنانے، سوتے وقت اور پنجوقتہ نمازوں کے بعد اس کا اہتمام کرنے کی بیحد ترغیب دلائی گئی ہے۔(جاری)

آئینۂ رسالت　　مولانا مقصود الحسن فیضی (سعودی عرب)

کیسا آئے پیسہ؟

عن ابی ھریرۃ ؓ عن النبی ﷺ یأتی علی الناس زمان لایبالی المرأ ما أخذ أمن الحلال ام من الحرام۔(صحیح البخاری: 2083، البیوع)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہیں رہے گی کہ وہ مال کہاں سے لے رہا ہے، ایا حلال ذریعہ سے یا حرام ذریعہ سے۔''

تشریح: مال انسانی زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، انسان کی معاشیات ومعاشرت کے سارے امور وجود مال کے مرہون منت ہیں، آدمی مال ہی سے اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔جس کے پاس مال نہیں اس کی زندگی مشکل بلکہ مشکل ترین ہو جاتی ہے، اسی لیے اسلام نے مال کمانے پر ابھارا ہے، ارشاد نبوی ہے: "نیک مال مرد صالح کے لیے کیا ہی خوب ہے" (مسند احمد) لیکن اس کے لیے اسلام نے شرط یہ لگائی ہے کہ وہ مال حلال ہو اور حلال ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالی پاک ہے، اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔ [صحیح مسلم]۔لیکن بدقسمتی سے شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے طیب اور حلال ذرائع کسب کو چھوڑ کر انسان نے متعدد حرام اور ناجائز ذرائع اختیار کر رکھے ہیں، حتی کہ مسلمانوں نے بھی اس بارے میں کافروں کی ہم نوائی کر لی ہے، آج ان کے درمیان حرام کمائی کے نت نئے ذرائع ظاہر ہو رہے ہیں، اور وہ ذرائع اس قدر عام ہو چکے ہیں کہ اپنے دین وایمان پر حریص مسلمان کے لیے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا مشکل ہو چکا ہے، جیسے سود، رشوت، جوا، جھوٹ بول کر سودا بیچنا، سامان کے عیب کو چھپانا، امانت داری سے ڈیوٹی نہ دینا، مزدور کا حق مارنا، مال عام سے چوری کرنا اور اس میں خیانت کرنا بلکہ ایک عام طریقہ یہ رائج ہے کہ کسی دکان یا کمپنی سے سامان سو ریال کا لینا اور بل سو سے زیادہ کا بنوانا، اسی طرح خریدار کو کمیشن دینا تا کہ سودا اسی کے یہاں سے خریدے خواہ وہ دوسروں کے مقابلے میں مہنگا ہی بیچ رہا ہو، وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے سینکڑوں غیر شرعی اور حرام ذرائع معاشرے میں عام ہیں اور صورت حال یہاں تک پہنچی ہے کہ عام لوگوں کے نزدیک حرام وحلال کی تمیز ختم ہو چکی ہے، لوگوں کا تصور یہ ہو گیا ہے کہ ہمارے جیب میں مال آنا چاہئے، ہماری تجارت چلنی چاہئے، ہمیں مزدوری پوری ملنی چاہئے خواہ اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے، ایسے ہی حالات کا ذکر زیر بحث حدیث میں وارد ہے کہ ایک وقت ایسا ضرور آنے والا ہے کہ انسان کی روح ایمانی ختم ہو جائے گی، وہ یہ نہ دیکھے گا اور نہ تلاش کرے گا کہ یہ مال جو ہمیں مل رہا ہے کیا یہ حلال ہے یا حرام ہے بلکہ اس کی کوشش یہ ہوگی کہ اسے مال ملے اور اس کے اکاونٹ میں اضافہ ہو خواہ اس کا ذریعہ کوئی بھی ہو۔

واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بطور خبر کے نہیں ہے بلکہ بطور تنبیہ کے ہے کہ قیامت سے پہلے ایسا ضرور ہوگا البتہ ایک مسلمان کو چاہئے کہ اس سے پرہیز کرے اور اس سے بچتا رہے، اور اپنے پاس آنے والے روپیہ پیسہ اور کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں سوچے اور تحقیق کرے، کیونکہ اللہ تعالی نے حلال کمائی کے اتنے ذریعے رکھے ہیں جو انسان کو حرام ذرائع سے بے نیاز کرتے ہیں۔

فوائد:

☆ حرام ذریعہ سے کمایا ہوا مال حرام اور عذاب الہی کا سبب ہے۔

☆ کسی بھی زمانے میں حلال ذرائع کسب مفقود نہ ہوں گے لہذا مسلمان پر واجب ہے کہ انہیں ڈھونڈے اور تلاش کرے۔

☆ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے جیسا فرمایا آج وہی صورت حال درپیش ہے۔

☆ حرام ذرائع کمائی کا عام ہونا قیامت کی ایک نشانی ہے۔

43 agust2012.indd 3　10/2/12 5:21 PM

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی کردار

محمد آصف اقبال (نئی دہلی)
maiqbaldelhi@gmail.com

کسی بات پر عمل کرنے کے لیے پہلی ضرورت علم کی ہوتی ہے، علم کے ذرائع محفوظ شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں اور عمل کرتے ہوئے افراد بھی اللہ کے فضل سے ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں۔ یہی وہ دونوں چیزیں ہیں جن کی ہر زمانے اور ہر مقام پر اشد ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور اگر یہ دونوں چیزیں موجود ہوں تو انسان میں عمل کی تحریک پیدا ہوجاتی ہے۔ ایک آئیڈیل انسان کی ہر محاذ پر ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اگر یہ عملی نمونہ موجود نہ ہو تو ہر انسان اپنی عقل کے مطابق عمل کے میدان میں اتر پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مختلف انسان مختلف راہیں طے کرتے ہوئے درمیان میں بہت سی غلطیوں کا شکار ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے نہ وہ خود اپنے لیے اور نہ ہی دوسروں کے لیے مثالی کردار بن پاتے ہیں۔ اس لیے لازمی ہوا کہ کوئی ہستی ایسی ضرور ہونی چاہیے جو علم اور عمل دونوں میں اپنی مخصوص حیثیت رکھتی ہو۔ اس ضرورت کے پیش نظر انسانوں کو بنانے والے اللہ نے خود ہی اس کا مکمل انتظام بھی فرمادیا ہے۔ اللہ نے نبیوں اور رسولوں کے سلسلے کو جاری کیا اور ان کو راست علم سے نوازا اور عمل کی توفیق دی تاکہ یہ شخصیات دنیا کے لیے نمونہ بن سکیں۔ نبیوں کے سلسلے کو ختم کرتے ہوئے آخری رسول محمد ﷺ کو دنیا میں بھیجا جو قیامت تک انسانوں کے لیے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر محاظ پر مثال اور نمونہ رہیں گے۔ کہا کہ: "مومنو! اللہ کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ ہونے دو" (محمد: 33)۔ یہاں پہلی بات اللہ کے واضح احکامات پر عمل کرنا ہے اور دوسری بات رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہے۔ ان دونوں احکامات پر عمل کے نتیجہ میں ہم کسی بھی طرح کے نقصان میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا اور آخرت میں کامیابی و سرخروئی ہمارا مقدر ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت نمونہ:

انبیائے کرام کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد تکمیل اخلاق تھا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پہلا مقصد ہے کہ انسان صرف اللہ کی بندگی کرے اور دوسرا یہ کہ وہ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہوجائے، تاکہ وہ اپنے رب کو جانے، مانے، تصدیق کرے اور عمل کرتے ہوئے دنیا میں امن وسکون برقرار رکھے۔ اور اگر کسی مقام پر ایسا نہ ہو تو اِن مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کی جائے۔ یہ جدوجہد انفرادی اور اجتماعی دونوں محاذ پر ہونی چاہیے اور اس سلسلے میں عملی نمونہ کے لیے نبی امّی محمد ﷺ کو دیکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ (القلم: 4)۔ "اور بے شک آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں"۔ اس آیت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بلند اخلاق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ نہایت صحیح الدماغ اور سلیم الفطرت شخصیت تھی کہ جس کا ذہن اور مزاج غایت درجہ متوازن تھا۔ لہٰذا ایک متوازن ذہن کی پیروی کرنا ہمارے لیے بہت آسان ہوجاتا ہے۔ اور ایسے ہی انسان کی پیروی بھی کرنی چاہیے جس کا دماغ صحیح ہو، جس کی فطرت صالح ہو اور جس کا مزاج معتدل ہو۔ ہمارے لیے وہ حضرات بھی قابل نمونہ ہیں جن کو اصحاب رسول کا شرف ملا اور ہمارے وہ علماء اور امراء بھی قابل نمونہ ہیں جو اسلام پر عمل پیرا رہنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام لوگ نبی ﷺ کی ذات پر خود عمل پیرا رہنے والے ہوں گے، لہٰذا ہمارے لیے ان کی پیروی کرنی آسان ہوجائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی بہترین تعریف حضرت عائشہؓ نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ: کان خلقہ القرآن۔ "قرآن آپ کا اخلاق تھا"۔ (امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)۔ اور اسی بات کو اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ (القلم: 4)۔ "اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں"۔ یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے سامنے محض قرآن کی تعلیم ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ خود اس کا مجسّم نمونہ بن کر دکھا دیا تھا اور آپ ﷺ کی زندگی ہر اس شخص کے لیے نمونہ ہے جو اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر پہنچنے کی خواہش رکھتا ہو۔



آپ ﷺ کی گھریلو زندگی:

رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے اس لحاظ سے بھی قابل اہم ہے کہ آپ ﷺ ہمارے قائد، رہنما، رہبر اور نبی ہیں۔ آپ کی زندگی ہماری اجتماعی زندگی کے لیے بھی بہت اہم ہے۔ جب ہم اس لحاظ سے آپ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ گھریلو زندگی میں امہات المؤمنین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی تربیت، ان سے محبت اور ہمدردی کا رویہ اختیار کرتے، بچوں سے بے انتہا محبت کرتے اور فرماتے کہ "بچے جنت کے پھول ہیں"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "نبی ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت کو (بیوی یا باندی وغیرہ) کو"۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار تذکرے ہمیں سیرت اور احادیث کی کتابوں میں مل جائیں گے۔ جن سے ہمیں راہنمائی بھی ملتی ہے، حوصلہ بھی اور شوق بھی۔ ہماری اجتماعی زندگی کا وہ حصہ جس کو ہم گھر کہتے ہیں، جہاں ماں، باپ، بیوی بچے، بھائی بہن اور دیگر رشتہ دار ہوا کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کس طرح سے پیش آئیں اور ان کے ساتھ کون سا رویہ اور طریقہ اختیار کریں اس کی مکمل وضاحت ایک طرف اللہ تعالیٰ خود اپنے قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے اور دوسری جانب رسول ﷺ کا اسوہ ہمارے لیے راہنمائی اور راہبری کا کام کرتا ہے۔ ہمیں اس جانب سے غفلت نہ برتتے ہوئے، شعوری اور سنجیدہ زندگی گزارنی چاہیے تاکہ جب ہم قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہوں تو کوئی اٹھنے والا ہاتھ ایسا نہ ہو جو ہماری جانب ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کا اشارہ کرے اور اللہ کا غضب ہم پر نازل ہو۔ ہمیں ہر لحہ اُس بڑے دن سے ڈرتے رہنا چاہیے، یہی ہماری کامیابی کا لازمی تقاضہ ہے۔

43 agust2012.indd 4 10/2/12 5:21 PM

آپ ﷺ کی معاشرتی زندگی:

ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی، اور نہ ہی کبھی کسی کے حق میں بد دعا کی ۔بہت سے واقعات آپ ﷺ کی زندگی سے وابستہ ہیں جہاں لوگوں نے آپ کو تکلیفیں پہنچائیں لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ ان لوگوں کو معاف کر دیا اور یہی تعلیم آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو بھی دی۔ پڑوسیوں کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جبریل ہمیشہ مجھ کو ہمسایہ کا حق ادا کرنے کی ہدایت کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ میں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ وہ پڑوسی کو وارث قرار دیں گے "(یعنی ایک ہمسایہ کو دوسرے ہمسایہ کا وارث بنا دیں گے)(بخاری و مسلم)۔ اسی طرح لوگوں کی عزت واحترام کے سلسلے میں فرمایا: " کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے والدین کو گالی دے۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (یہ اس طرح کہ) جب یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے"(جامع ترمذی)۔ لوگوں سے ہمدردی کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں :"جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا"(جامع ترمذی)۔اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:"نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یومِ آخرت اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر ، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوۃ دے۔اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں"(البقرہ:177)۔اس آیت کریمہ میں ایک مہذب معاشرہ کی مکمل تصویر پیش کر دی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ معاشرہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر کون سے کام لازم ہیں اور کس طرح وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے لوگوں کے لیے خیر ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی بات ہے، اللہ کے حقوق یعنی عبادت کا تذکرہ ہے، لوگوں کے ساتھ معاملات اور معاہدوں کو بھی بخوبی ادا کرنے کی بات ہے۔ اس طرح کی بے شمار ہدایات واحکامات قرآن و حدیث میں موجود ہیں ان احکامات پر عمل کرنے کے نتیجہ میں صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

مثالی کردار کے اختیار کا نتیجہ:

یہ بات عقل سے بعید تر ہے کہ جس چیز کی ہم خواہش کریں اس کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ کریں۔ اسلامی بنیادوں پر استوار معاشرہ کی خواہش جب ہم اپنے دل میں رکھتے ہیں تو اس کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اختیار کرنے کے لیے بھی ہمیں تیار رہنا چاہیے۔ حالات سازگار نہ ہوں تو اس کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے۔اس خواہش کو رکھنے والے، اس پر عمل کرنے والے اور اس کے لیے جدوجہد کرنے والے، یہ تمام ہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور اس نے دنیا ہی میں ایسے لوگوں کو جنت کی بشارت ان الفاظ کے ساتھ دے دی کہ:"اور یہ جنت جس کے تم مالک کر دیے گئے ہو تمہارے اعمال کا صلہ ہے"(الزخرف:72)۔ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا جو دنیا میں اخلاق کے اعلیٰ معیار پر تھے ساتھ ہی وہ اہل ایمان تھے اور جنھوں نے مومن و مسلم بندے بن کر زندگی گزاری تو ایسے لوگوں کے لیے بشارت ہے اور یہی لوگ جنت کے وارث ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہوگا"(البقرۃ:281)۔ وہاں جو کچھ ہم کما کر لے جائیں گے اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا چاہے وہ اعمال صالحہ ہوں یا پھر اعمالِ رذیلہ۔اللہ کی عدالت میں ذرہ برابر بھی کمی بیشی نہیں ہوگی۔قرآن کہتا ہے:"انہیں المناک عذابوں کی خوشخبری سنا دو۔ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کے بے شمار اور نہ ختم ہونے والا اجر ہے"(الانشقاق:25-24)۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اخلاق و کردار میں سدھار پیدا کریں اور دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنے والوں میں شمار ہو جائیں۔اس کے لیے ہمیں ایک طرف نماز سے مدد لینی ہوگی اور دوسری طرف صبر سے۔نماز ہمارے اندر مستقل مزاجی پیدا کرنے اور فحش اور معصیت کے کاموں سے بچنے میں مدد کرے گی ۔اور صبر ہمارے اندر منزلِ مقصود تک پہنچنے میں تعاون کرے گا۔اور ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ان شاءاللہ



اس دنیا میں لاکھوں انسان پیدا ہوتے اور لاکھوں مرتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ہیں جو اپنی زندگی میں یا موت کے بعد کوئی نقش قائم کر کے جاتے ہیں۔

نقش دو قسم کا ہوتا ہے:

تاریک اور بدبودار نقش: جس سے چاروں طرف بدبو پھیلتی ہے جو کوئی اسے دیکھتا ہے یا اس سے گذرتا ہے نقش چھوڑنے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔

درخشاں اور خوشبودار نقش : جس سے چاروں طرف خوشبو پھوٹتی ہے، جو کوئی اسے دیکھتا ہے یا وہاں سے گذرتا ہے نقش قائم کرنے والے کے لیے رحمت کی دعائیں کرتا، اس کی حسین خدمات کو یاد کرتا اور اس کے نقوش کو اپنے لیے مشعل راہ بناتا ہے۔

عظیم شخصیتیں وہ ہوتی ہیں جن کی ذات عظیم شخصیات کی قطار میں جگہ بنانے سے پہلے دنیا چھوڑنے سے ابا کرتی ہے ، وہ وقت گذاری کرنے والوں کی صفوں میں رہنے سے انکاری ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک تاریخ رقم کرنے اور نقش در نقش بنانے پر مصر ہوتے ہیں۔

تو کیا آپ نے ان کے ساتھ اپنی جگہ بُک کرائی ہے.....؟

(شیخ عبدالحمید البلالی)

43 agust2012.indd 5 10/2/12 5:21 PM

نبی رحمت ﷺ اور بچے

ترجمہ: مبصر الرحمٰن قاسمی (کویت)
mubassir2008@yahoo.co.in

نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ کامیاب معاملات کی حقیقت سے بخوبی آشنا تھے، آپ کا اسلوب تربیت، علم، تجربہ، کشادہ دلی، صبر اور برداشت پر مشتمل تھا، بچپن کے مرحلے کی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے بچوں کے ساتھ ایسا تربیتی اور تعلیمی اسلوب اختیار کیا، جس کے نتیجے میں کامیاب شخصیات، بے نظیر قائدین، اور نابغۂ روزگار افراد پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کا بچوں کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا؟ اس موضوع پر ذیل کے سطور میں روشنی ڈالی جارہی ہے:

بچوں سے لطف ومحبت

بچے ہر وقت اس شخص سے محبت کرتے ہیں، جو ان کے ساتھ محبت وسادگی سے پیش آئے، اور ان کے ساتھ اس طرح رہے گویا کہ وہ خود بھی بچہ ہی ہے۔ بچے ایسے شخص سے نفرت کرتے ہیں جو غصہ والا، ترش رو اور بے صبرا ہو۔ بچے محترم اور سنجیدہ انسان کو پسند کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ بچے کی طبیعت سے بخوبی واقف تھے، لہٰذا آپ ﷺ بچوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرماتے تھے جیسی ان کی پسند ہوتی تھی، لیکن آپ ﷺ انکے ساتھ اپنی سادگی، ان سے مذاق، دل لگی اور ان کی شفقت کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق اور ان کی شخصیت سنوارنے اور انہیں کامیاب انسان بنانے کی کوشش بھی کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے سجدہ فرمایا تو حسنؓ اور حسینؓ آپ کے پیٹ مبارک پر چڑھ گئے، جب آپ نے اپنے سر کو اٹھایا تو ان دونوں کو آہستہ سے پیچھے سے پکڑا اور محبت سے اتار دیا، جب آپ نے نماز ختم فرمائی تو ان دونوں کو اپنی گود میں لے لیا''۔

(حسنہ الالبانی فی السلسلۃ الصحیحۃ 3325)

بچہ، واجبات، حقوق، اصول ومبادی اور اخلاق ومعانی کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے، یہ باتیں اسے اس کی زندگی کے کئی سالوں میں قدم قدم پر حاصل ہوتی ہیں، وہ شخص غلطی پر ہے جو بچوں کے ساتھ بڑوں جیسا سلوک کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ بچہ اصول وضوابط کو جانے، لیکن بہت سے لوگوں کو بچوں کے ساتھ اسی طرح کا برا سلوک کرتے ہوئے دیکھا گیا، ایسے لوگوں کا بچوں سے مطالبہ ہے کہ وہ پرسکون، وقار وتمکین کے ساتھ اور خاموش رہیں، حالانکہ ان باتوں پر بچے عمل نہیں کر سکتے۔

ام خالد جو خالد بن سعید کی بیٹی تھیں، وہ کہتی تھیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے باپ کے ساتھ آئی، میں ایک زرد قمیض پہنی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا: واہ واہ کیا کہنا ''سنہ سنہ'' یہ حبشی زبان کا لفظ ہے ام خالد کہتی ہیں: (میں کم سن بچی تو تھی ہی) میں جا کر رسول اللہ ﷺ کی پشت پر مہر نبوّت سے کھیلنے لگی میرے باپ نے مجھ کو جھڑکایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو کھیلنے دے پھر آپ ﷺ نے مجھ کو یوں دعا دی: 'یہ کپڑا پرانا کر پھاڑ، پرانا کر پھاڑ' تین بار یہی فرمایا۔ عبداللہ کہتے ہیں وہ کرتہ تبرک کے طور پر رکھا رہا یہاں تک کہ کالا پڑ گیا۔ (رواہ البخاری 3071).



یہ ایک عبرت آموز واقعہ ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتا ہے، جسے یہ بھی پتہ ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں سے بہت محبت فرماتے اور آپ بچوں سے ملنے میں اکتاتے نہیں ہیں بلکہ خوشی محسوس کرتے ہیں، اور باپ کے سامنے بچی آپ ﷺ کے سامنے جرأت کرتی ہے اور آپ کے پشت مبارک سے لٹکتی اور کھیلتی ہے اور آپ ہنستے ہیں اور اسے اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے بلاتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ چھوٹے بچے کو آپ نے گود میں لیا، اور اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، تو آپ نے پانی منگوایا اور اپنے کپڑوں پر چھڑک دیا، دھویا نہیں، آپ کی بچوں کے ساتھ کثرت محبت اور انہیں لینے کے سبب آپ ﷺ کے کپڑوں اور آپ کے حجروں میں چھوٹے بچوں کے پیشاب کرنے کے کثرت سے واقعات ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے نہ صرف لڑکوں کو ہی اپنی گود میں نہیں اٹھایا بلکہ لڑکیوں کو بھی آپ پیار سے گود میں لیتے تھے۔

حضرت ابوموسی اشعری ؓ فرماتے ہیں: ''مجھے بیٹا ہوا، میں اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا، تو آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، پھر کھجور چبا کر اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی''۔ (متفق علیہ)

آپ ﷺ بچوں کے ساتھ راستے میں بھی کھیلا کرتے تھے:

یعلی بن مرہؓ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانے پر نکلا، تو حسین بن علیؓ راستے میں کھیل رہے تھے، نبی ﷺ لوگوں کے درمیان سے جلدی آگے بڑھے، پھر اپنے ہاتھوں کو بڑھایا، تاکہ حسینؓ کو لیں، لیکن حسینؓ ادھر ادھر بھاگنے لگے، آپ ﷺ ان کا پیچھا کرتے اور انہیں ہنساتے، آپ نے اسامہ بن زیدؓ اور حسن بن علیؓ کو لیا اور اپنی گود میں دونوں کو بٹھایا، پھر ان کو گلے سے لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں ان پر شفقت کرتا

43 agust2012.indd 6 10/2/12 5:21 PM

ہوں''۔(بخاری۶۰۰۳)

اور ایک حدیث میں ہے: آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے کاندھوں پر امامہ بنت ابوالعاص تھیں، پھر آپ نے نماز پڑھی، جب رکوع کیا تو امامہؓ کو نیچے اتار دیا، پھر جب رکوع سے اٹھے تو امامہؓ کو اٹھالیا۔(بخاری ومسلم)

محمود بن ربیعؓ کہتے ہیں: ''مجھے ابھی تک نبی کریم ﷺ کی وہ کُلی یاد ہے جو آپ ﷺ نے ایک ڈول سے لے کر میرے منہ پر کی تھی اس وقت میں پانچ سال کا تھا۔''

جب آپ ﷺ نماز کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اپنی نماز کو ہلکی کر دیتے تھے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ نماز کو طویل کروں، (لیکن جب) بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، اس کراہت سے کہ بچے کی ماں کو مشقت میں نہ ڈالوں۔''(بخاری)

آپ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے اور ان کے خصوصی معاملات کے سلسلے میں ان سے گفتگو فرمایا کرتے تھے، گوکہ بچوں کے معاملات معمولی ہوتے، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے، میرا ایک بھائی تھا، جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا، (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے اس کا دودھ چھوٹ چکا تھا) جب وہ آتا تو آپ فرماتے تھے: اے ابوعمیر تمہاری نغیر تو بخیر ہے۔(نغیر ایک چڑیا تھی جس سے ابوعمیر کھیلا کرتے تھے)۔(بخاری ومسلم)

بچوں کا احترام اور ان کی قدر کرنا

نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ لطیفانہ معاملات میں ان کے درمیان اپنے احترام کو باقی رکھتے ہوئے انہیں آسان اور ٹھوس وسائل کے ذریعے افضل ترین مفاہیم کو سمجھا دیا کرتے تھے، آپ بچوں کے ساتھ سختی سے پیش نہیں آتے تھے، نبوی دور کا ایک بچہ عبداللہ بن عامر نبی کریم ﷺ کے اس موقف کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: میری والدہ نے مجھے ایک دن بلایا، اس وقت نبی کریم ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، وہ کہنے لگی: آؤ میں تمہیں کچھ دیتی ہوں، تو نبی کریم ﷺ نے میری والدہ سے کہا: تم انہیں کیا دو گی؟ فرمانے لگی: میں انہیں کھجور دینا چاہتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم انہیں کوئی چیز نہ دیتی تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (رواہ ابوداود(4991) وحسنہ الالبانی)

آپ ﷺ نے مذکورہ واقعہ میں جھوٹ بول کر بچوں کے احساسات سے کھیلنے سے خبردار فرمایا۔

جب آپ ﷺ نماز کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے، تو اپنی نماز کو ہلکی کر دیتے تھے، تاکہ بچے کی ماں اپنی نماز ختم کرے اور بچے کی ضرورت پوری کرے۔

جب آپ ﷺ بچوں کو دیکھتے تو ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتے اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں فرماتے تھے۔ عمر بن ابوسلمہؓ کہتے ہیں: ''میں نبی کریم ﷺ کی گود میں ایک بچہ تھا، اور میرے ہاتھ برتن میں بے جگہ پڑتے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کہا: اے بچے: اللہ کا نام لو اور اپنے سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''(متفق علیہ)

آپ ﷺ نے اپنے اخلاق کریمانہ اور پاکیزہ تعلیمات کے ذریعہ بچوں کے اندر بچپن ہی سے رجولت اور بہادری کے مفاہیم پیدا کرنے کی کوشش کی، آپ ﷺ مختلف اسلوب میں بچوں کو اعلی معانی ومفاہیم کے تدریجی گھونٹ پلاتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی کبھی بعض بچوں کو جیسے عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کو اپنی مجلس میں اپنے صحابہ کے ساتھ بٹھاتے تھے تاکہ وہ سیکھیں اور ان میں پختگی آئے۔

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

''ایک مرتبہ کا ذکر ہے ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ کے سامنے کھجور کا ایک گچھا لایا گیا، (جسے دیکھ کر) آپ ﷺ نے پوچھا: درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کی مثال مسلمان کی سی ہے، بتاؤ! وہ کون سا درخت ہے؟ میرے دل میں آیا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے لیکن کم سنی کی وجہ سے شرما گیا اور خاموش رہا، آخر نبی ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔''(متفق علیہ)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو کم سن تھے، وہ آپ کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہوئے، تو آپ نے انہیں سادہ مفہوم پر مشتمل لیکن پر اثر چند کلمات کی تعلیم دی، آپ نے فرمایا: ''اے بچے: میں تمہیں چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں: اللہ کو یاد رکھو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا.....''(رواہ الترمذی 2516 وصححہ الالبانی)

آپ ﷺ بچوں کے احترام اور ان کی قدر کے سلسلے میں اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ کبھی بڑوں کی مجلس میں بچے شامل ہوتے تو آپ ﷺ بڑوں کے مقابلے بچوں کو ترجیح دیتے: حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا، آپ ﷺ نے پیا، آپ ﷺ کے داہنے طرف ایک لڑکا تھا (ابن عباسؓ) اور بائیں طرف سن رسیدہ لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے لڑکے سے پوچھا: میاں! تم اس کی اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں؟ اس نے کہا: وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! لَا أُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْکَ أَحَدًا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! میں آپ کی طرف سے ملے ہوئے اپنے حصے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ آخر آپ ﷺ نے وہ پیالہ اسی کے ہاتھ میں دے دیا۔''(متفق علیہ)

آپ ﷺ نے ایک ساتھ دو امر کا خیال رکھا، آپ ﷺ نے بچے کے حق کا خیال رکھا اور اس سے اجازت طلب کی، نیز آپ ﷺ نے بڑوں کے حق کا بھی خیال رکھا اور بچے سے مطالبہ فرمایا کہ وہ بڑوں کے لیے اپنے حق سے بری ہو جائے، جب بچہ اپنے موقف پر ڈٹا رہا تو آپ ﷺ نے بچے کو نہ ڈانٹا اور نہ اس کے ساتھ سختی فرمائی بلکہ اسے اس کا حق دے دیا۔

بچوں کے خاندانی اور اجتماعی حقوق کی حفاظت

نبی کریم ﷺ نے نومولود کے نسب، اور زواج صحیح سے اس کی پیدائش، نیز شرعی تعلقات کے بغیر بچوں کی عدم پیدائش جیسے حقوق کی حفاظت کا اہتمام فرمایا، اس طرح آپ ﷺ نے بچوں کے مستقبل کی حفاظت فرمائی نیز آپ ﷺ نے معاشرے کی پاکیزگی کو رذائل، فساد اور اختلاط انساب سے محفوظ فرمادیا۔

آپ ﷺ نے بچوں کے حقوق کے سلسلے میں ہدایت دی کہ بچہ کا باپ بچے کے لیے اخلاق حمیدہ کی حامل ماں کا انتخاب کرے، اسی طرح باپ اس کا ایسا اچھا نام رکھے جس میں کسی قسم کا نقص نہ ہو، اسی طرح آپ ﷺ نے بچے کی فطری رضاعت اور بہترین ایمانی ماحول میں اسکی تربیت کا حکم دیا نیز آپ ﷺ نے بچوں کے حقوق کے سلسلے میں یہ بتایا کہ والدین انہیں جنسی بے راہ روی اور بے دینی کے ماحول سے محفوظ رکھیں۔

اسی طرح نبی کریم کے پیغام کے مطابق بچہ میراث اور وصیت کا حقدار ہے، نیز شریعت محمدی نے یتیم بچے کی کفالت اور اس کی مکمل تربیت کی خوب تاکید کی ہے، اور یتیم بچے کے مال کی حفاظت پر زور دیا ہے نیز یتیم بچوں کی مدد کی ترغیب دی گئی ہے۔

43 agust2012.indd 7 10/2/12 5:21 PM

نسخہ سعادت

پانچویں قسط

خوشگوار زندگی کے رہنما اصول

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد (کویت)
hmishaq68@gmail.com

شکر

کامیاب وخوشحال زندگی کے حصول اور پریشانیوں سے نجات کا ساتواں اصول ہے اللہ تعالی کی بے شمار وان گنت نعمتوں پر شکر گذار ہونا کیونکہ جب ہم اس کی نعمتوں پر شکر بجا لائیں گے تو اللہ تعالی ہمیں اور زیادہ نعمتوں سے نوازے گا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ [ابراھیم :7]

''اور یاد رکھو! تمھارے رب نے خبردار کردیا تھا کہ اگر شکر گذار بنو گے تو میں تمھیں اور زیادہ نوازوں گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو پھر میری سزا بھی بہت سخت ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے شکر گذار بندوں کو اور زیادہ نعمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر موجودہ نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا جائے اور انہیں اس کی اطاعت میں کھپایا جائے تو نہ صرف وہ نعمتیں بحال رہتی ہیں بلکہ اللہ تعالی مزید نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے شکر گذار بندوں کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے ناشکری کرنے والوں کو سخت تنبیہ بھی کی ہے کہ وہ ان کی ناشکری کی بناء پر ان سے موجودہ نعمتوں کو چھین کر انہیں مصائب وآفات میں بھی مبتلا کرسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ، اسی طرح اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾[النساء:147]

''اگر تم لوگ (اللہ کا) شکر ادا کرو اور (خلوص نیت سے) ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمھیں عذاب دے؟ جبکہ اللہ تو بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ اگر سچا مومن اور اللہ تعالی کا شکر گذار ہو تو اللہ تعالی خواہ مخواہ اسے آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو قدر دان ہے اور اپنے بندوں کے جذباتِ تشکر کو دیکھ کر انہیں اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

یاد رہے کہ شکر دل اور زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی بجا لانا ضروری ہے۔ اور سچا شاکر وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالی احسانات کرتا ہے تو وہ اس کی اور زیادہ اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔ اور وہ جتنا اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے اتنا ہی اس کے جذباتِ محبت واطاعت اور



جوش میں آتے ہیں اور وہ ہر طرح سے ان کے شکر کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا۔ اور جب حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی تو اللہ تعالی نے اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادی ہیں، پھر آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (أَفَلاَ أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا) [بخاری: 4873، مسلم:2820] ''کیا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالی کا شکر گذار بندہ بنوں؟''

صبر

کسی بندۂ مومن کو جب کوئی پریشانی یا تکلیف پہنچے تو وہ اسے برداشت کرے، اس پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے، اللہ تعالی کی تقدیر پر اپنی رضامندی کا اظہار کرے اور اس پر اللہ تعالی سے اجر وثواب کا طالب ہو۔ یوں اللہ تعالی اس سے راضی ہوگا اور اس کے گناہوں کو مٹا کر اسے اطمینانِ قلب نصیب کرے گا۔ دنیا میں ہر مومن کے مقدر میں اللہ تعالی نے کوئی نہ کوئی آزمائش لکھ رکھی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ☆ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ☆ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾[البقرۃ: 155-157] ''اور ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے کچھ خوف وہراس اور بھوک سے اور مال وجان اور پھلوں میں کمی سے۔ اور آپ (اے محمد ﷺ!) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنھیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایسے ہی لوگوں پر اللہ تعالی کی نوازشیں اور رحمت ہوتی ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالی نے آزمائشوں میں صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ ان پر اس کی نوازشیں ہوتی ہیں اور وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ گویا صبر وہ چیز ہے کہ جس سے اللہ تعالی صبر کرنے والے کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے اور اسے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔

آزمائش کوئی بھی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا ذہنی، ہر قسم کی آزمائش مومن کیلئے باعثِ خیر ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے، یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے حتی کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

[البخاری:5642، مسلم:2573]

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی مسلمان کو کوئی اذیت (تکلیف) پہنچتی ہے تو اللہ تعالی اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔'' [البخاری:5647، مسلم:2571]

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی تکلیف اور ادنی ترین آزمائش پر حتی کہ ایک کانٹا چبھنے پر بھی اللہ تعالی بندۂ مومن کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑے اور ہر آزمائش میں اللہ تعالی کی تقدیر پر راضی ہوجائے۔

کسی بندۂ مومن میں جب یہ دونوں صفات (صبر وشکر) جمع ہوجائیں تو وہ یقین کرلے کہ اسے خیر کثیر نصیب ہوگئی۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے اور اس کا ہر معاملہ یقیناً اس کیلئے خیر کا باعث ہوتا ہے۔ یہ خوبی سوائے مومن کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، اس طرح وہ اس کیلئے خیر کا باعث بن جاتی ہے۔ اور اگر اسے کوئی غم پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یوں وہ بھی اس کیلئے باعثِ خیر بن جاتی ہے۔'' [مسلم:2999]

(جاری)

43 agust2012.indd 8 10/2/12 5:21 PM

اصلاح معاشرہ

کیا یہی مسلمانی ہے؟

رمضان آتا ہے اور مسجدیں تنگ پڑنے لگتی ہیں، نچلی اور بالائی منزل بھر کر چھتوں پر اور سڑکوں پر نمازی ہوتے ہیں، نمازیوں کی کثرت کے لحاظ سے ہر نماز میں نماز جمعہ کا گمان ہوتا ہے، لیکن ادھر رمضان گذرا اور ادھر مسجدیں ویران ہوئیں، اب ایک دو صفیں بھی مشکل سے نظر آتی ہیں، یہ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ رمضان المبارک میں اپنے مالک وخالق کی ذات کا جو استحضار تھا اور اس کی خوشنودی ورضا جوئی کا جو جذبہ کارفرما تھا اب وہ ختم ہو چکا ہے، محبت کی آگ بجھ گئی ہے اور خشیت کے شعلے خاکستر ہو گئے ہیں، اس لیے اس بات کا عزم کیجئے کہ آج بھی آپ اس سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہو سکتے، اور جس خدا کے خوف نے کل آپ کا سر جھکایا تھا، آج بھی اس کی ذات پوری جلال وقدرت کے ساتھ موجود ہے۔

دوسرا جو گناہ سماج میں دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے، وہ ہے کسب معاش میں حلال وحرام کے احکام سے بے اعتنائی کا، حالانکہ حرام ذرائع سے حاصل ہونے والی چیزوں کو کھانا اور استعمال کرنا عبادتوں کو بھی بے اثر کر دیتا ہے، اور انسان کی دعائیں بھی اس کی وجہ سے رد کر دی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ سود کے گناہ کے ستر درجات ہیں اور ان میں سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ برائی کرے، بینک میں جو رقم ڈپازٹ کی جاتی ہے اور جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ رقم بینک ادا کرتا ہے، وہ بھی سود ہی ہے، اور کتنے ہی لوگ ہیں جو ایسے سود کو اپنی خوراک بنا رہے ہیں، نیز کس قدر شرم اور افسوس کی بات ہے کہ جب پولیس فینا نسروں پر دھاوا کرتی ہے تو ان میں زیادہ تر مسلمان ہی نکلتے ہیں، جو غریبوں کو معمولی قرض دے کر بہت زیادہ تناسب کے ساتھ سود وصول کیا کرتے ہیں، یہ سودی قرضے سربراہانِ خاندان کی خودکشی کی وجہ سے پورے خاندان کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

قمار خانوں میں بھی اچھی خاصی تعداد مسلمان جوئے بازوں کی ہوتی ہے، مسلمان محلوں میں شطرنج اور تاش کی لعنت عام ہے، بہت سے مسلمان مزدور اونچے انعامات کی حرص میں لاٹری پر لاٹری خریدتے جاتے ہیں اور اس طرح ان کی گاڑھی کمائی جوئے بازوں کی نذر ہو جاتی ہے، تجارت میں دھوکہ دہی، عیب پوشی اور جھوٹ کی وبا عام ہو چکی ہے، یہ سب کمانے اور پیسے حاصل کرنے کے ایسے طریقے ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے، سود سے، جوئے سے، اور تجارت میں بددیانتی اور دھوکہ دہی سے بچنے کا عزم مصمم کر لیجئے، اس سے آپ کی آخرت بھی سنور جائے گی اور دنیا میں بھی آپ باعزت اور نیک نام ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اسراف اور فضول خرچی سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے وضو اور غسل میں بھی ضرورت سے زیادہ پانی کے استعمال کو منع فرمایا ہے، چہ جائے کہ بلا ضرورت اور بے مقصد پیسے خرچ کیے جائیں، لیکن اس وقت فضول خرچی ہمارے سماج کا کینسر بن چکا ہے اور ہر چیز میں فضول خرچی کا رجحان عام ہو چکا ہے، مکانات کی تزئین وآرائش پر اتنا خرچ کیا جاتا ہے کہ اس میں کئی مکانات بن سکتے ہیں، فرنیچر خرید نے اور مختصر عرصہ کے بعد فرنیچر کی تبدیلی پر بے تحاشا رقمیں خرچ کی جاتی ہیں، معمولی دعوتوں میں بھی حد سے زیادہ تکلف کیا جاتا ہے، انواع واقسام کے سالن اور میٹھے اور زیادہ مقدار میں کھانے بنائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ کھانے کی اچھی خاصی مقدار پھینک دی جاتی ہے، شادی کی دعوتوں میں جو فضول خرچیاں ہوتی ہیں وہ تو سب سے سوا ہیں، حالانکہ ہمارے معاشرہ میں اللہ کے کتنے ہی محتاج بندے ہیں، جن کے پاس سر چھپانے کے لیے جھونپڑی تک نہیں ہے، اور جنھیں کھانے کے لیے دو روٹی بھی میسر نہیں ہے، کیا قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھ نہیں ہوگی؟

طے کر لیجئے کہ ایسے اسراف اور فضول خرچی سے بچیں گے اور ان ہی پیسوں کو اچھے کاموں میں خرچ کریں گے، اگر دین اور قوم کے لیے خرچ کرنے کی توفیق میسر آجائے تو کیا کہنا ہے! لیکن اگر دل اس کے لیے تیار نہ ہو تو کم سے کم اس کو اپنے اور اپنے بال بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے خرچ کیجئے، بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائیے، صنعتیں لگائیے، دوکانیں کھولیے اور کارخانے قائم کیجئے، تاکہ ان پیسوں سے آپ کا مستقبل سنور سکے، کچھ غریبوں کے لیے روزی روٹی کا سامان میسر آئے اور ذلت وپستی کا طعنہ کھانے والی امت کا سر بھی بلند ہو۔

انسانوں کے ساتھ ظلم کی جو صورتیں مروّج ہیں، ان میں دو باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں، ایک تو شادی بیاہ کے موقع سے لین دین، صرف حیدرآباد شہر میں ہی ہزاروں لڑکیاں ایسی موجود ہیں جن کی عمریں 30 سال سے زیادہ ہو چکی ہیں، اور ان کی شادی نہیں ہوئی ہے، وہ تعلیم یافتہ بھی ہیں، ہنرمند اور سلیقہ شعار بھی ہیں، شکل وصورت کی بھی بری نہیں ہیں، ان کا صرف ایک قصور ہے کہ وہ غریب ہیں، دولت مند نہیں، ان کا دامن مال سے خالی ہے، اس جرمِ بے گناہی کی سزا انھیں اس طرح مل رہی ہے کہ ان کی جوانیاں گذر گئیں یا گذرنے کو ہیں اور ان کے ہاتھ پیلے نہیں ہو سکے۔

جب فحّاشی کے خلاف چھاپے پڑتے ہیں اور جوان لڑکیاں پکڑی جاتی ہیں تو ایسے واقعات پر لعن وطعن کی جاتی ہے، جب بیرونِ ملک کے معمر شہریوں سے کمسن لڑکیوں کے نکاح کا واقعہ پیش آتا ہے تو یہ میڈیا کا موضوع بن جاتا ہے اور کبھی ان معمر مردوں کو اور کبھی ان کمسن بچیوں کے والدین کو کوسا جاتا ہے، لیکن کیا کبھی آپ نے سوچا کہ یہ واقعات کیوں ظہور میں آتے ہیں؟ اس میں جتنا قصور ان لڑکیوں کا یا ان کے والدین کا ہوتا ہے، اس سے زیادہ قصور ظالم سماج کا ہے، جس نے لڑکی والوں سے بے جا مطالبات کی رسم کو تقویت پہنچائی، ورنہ کون ماں باپ اپنی پھول جیسی بچیوں کو بے رحم مستقبل کے حوالہ کرنے کو تیار ہو سکتا ہے اور کون شریف لڑکی ہے جو باعزت اور آبرومندانہ زندگی کی خواہش مند نہیں ہوتی؟ اس لیے نوجوان اس بات کا ارادہ کریں کہ وہ اپنا نکاح سنت کے مطابق انجام دیں گے، گھوڑے جوڑے اور جہیز کی بھیک لینے کے بجائے اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کریں گے، اور اپنی محنت سے اسبابِ زندگی حاصل کریں گے، عمر رسیدہ اور بوڑھے سرپرستان بھی اس بات کا عزم کریں کہ وہ اپنے بچوں کا نکاح سنت کے مطابق انجام دیں گے اور عمر کے اس مرحلہ میں ظلم وجور کے اس گناہ سے اپنے دامن کو بچا کر رکھیں گے، جس سے ان کی آخرت تباہ ہوگی اور جس سے خود ان کی ذات کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوگا۔

دوسرا ظلم جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے، وہ لڑکیوں کو میراث سے محروم کرنا ہے، ہمارے معاشرہ میں یہ بات بھی عام ہو چکی ہے کہ بھائی، بہنوں کو میراث میں حصہ دینے سے محروم رکھتے ہیں، یہاں تک کہ خود باپ بھی لڑکیوں کو اپنی جائیداد میں کچھ دینا نہیں چاہتے اور خیال کرتے ہیں کہ شادی میں جو کچھ ان کو دے دیا ہے، وہی کافی ہے، یہ قرآن کے حکم کی کھلی خلاف ورزی ہے، قرآن مجید نے عورت کو بحیثیت ماں، بحیثیتِ بیٹی، اور بحیثیتِ بیوی میراث کا لازمی حقدار قرار دیا ہے اور بعض صورتوں میں بہنیں اور دوسری رشتہ دار خواتین بھی وارث بنتی ہیں، یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے میراث کا قانون بیان کرنے کے بعد 'فریضۃ من اللہ' کی تعبیر اختیار فرمائی ہے۔

جو لوگ حقیقی وارث ہوں ان کو حق نہیں دینا اور ان کے حصے کو بھی اپنے تصرف میں لے آنا کھلے طریقہ پر حرام مال کو کھانا اور اپنے مال میں حرام کو شامل کر لینا ہے، افسوس کہ بظاہر دیندار نظر آنے والے حضرات بھی ان گناہوں میں مبتلا ہیں۔ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی تحریر سے اقتباس)

43 agust2012.indd 9 10/2/12 5:22 PM

محمد عبد الکریم عرفان

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

دل جلاؤ کہ روشنی کم ہے

غالباً 2001ء کی بات ہے، دسمبر کے ماہ کی کوئی تاریخ تھی، میرے درس میں ایک صاحب تشریف لائے، رنگ سرخی مائل سفید، بال سیاہ، بڑی اور روشن آنکھیں، خوب صورت کتابی چہرہ، کشادہ پیشانی، بلند ناک، بھرا ہوا جسم، سر پر دوپلی سفید ٹوپی، سفید بغیر کالر کا کرتا، چوڑی دار پاجامہ، پیروں میں سفید سلیم شاہی جوتے، پروقار انداز، سنجیدہ طبع اور مردانہ حسن کا ایک شاہ کار. انہوں نے بڑی متانت اور سنجیدگی سے درس سنا، درس کے بعد پروقار انداز میں ایک دوسوالات کئے، پھر درس کے بعد رخصت ہوگئے تعارف میں اپنا نام ''کریم عرفان'' بتلایا، انکی خاموشی نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ہو نہ ہو یہ کوئی اعلیٰ ظرف انسان ہے. بقول کیفؔ بھوپالی:

کہہ رہا ہے موج دریا سے سمندر کا سکون
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

یہ جناب محمد عبد الکریم عرفان صاحب سے میری پہلی ملاقات تھی، پھر اس درس کی برکت سے موصوف سے خلوص ومحبت کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جو تاحین حیات جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

جناب محمد عبد الکریم عرفان صاحب سے میری دوستی اور محبت کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جب ان سے میری ملاقاتیں بڑھیں اور مجھے قوم وملت اور انسانیت کی فلاح وبہبود کے لیے ان کی تڑپ اور امت اسلامیہ کی علمی وعملی پستی اور انہیں ہرمیدان میں تمام اقوام سے آگے دیکھنے کی انکی شدید خواہش اور پھر اس کے لیے انکی اپنی بساط بھر کوشش اور جدوجہد نے مجھے کافی متأثر کیا. فیڈریشن آف انڈین مسلم اسوسی اشنس (فیما) کے پلیٹ فارم سے ہندوستانی مسلمانوں کو اختلاف فکر ونظر کے باوجود آپس میں متحد رکھنے کے لیے ان کی لازوال کاوشیں، تلاش روزگار کے سلسلے میں کویت آئے ہوئے بے روزگار مسلمانوں کے حصول روزگار کے لیے ان کی کوششیں، کویت میں مقیم ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل سے ارباب حکومت ہند کو آگاہ کرنا اور اس سلسلے میں مرکزی حکومت کے وزراء سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا، آفات ارضی وسماوی کا شکار ہونے والے انسانوں کی بازآبادکاری اور ان کے تعاون کے لیے ان کی قربانیاں، ہندوستان میں مسلمانوں کی علمی پستی کو دور کرنے کے لئے "اِقرأ فاونڈیشن" کا قیام، اور سرکاری ملازمتوں کے حصول کے سلسلے میں انکے گائیڈیشن پروگرامس، غریب اور مستحق طلباء اور نادار افراد کا مالی تعاون، غریب، بیوہ اور معذور لوگوں کی دست گیری، سینکڑوں نادار اور یتیم بچیوں کی شادیوں میں بیش بہا تعاون، اسلامی مدارس وجامعات کی دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح سے مدد، ہر سال پچاسوں علماء کو اپنے ویزے پر کویت میں بلانا اور ان کے ہوٹلوں کے اخراجات برداشت کرنا، غرضیکہ اس طرح کی لاتعداد ان کی خاموش خدمات، گرم دم جستجو، نرم دم گفتگو اور شہرت وریاکاری سے دوری وہ صفتیں ہیں کہ کونسا ایسا شخص ہے جو میری طرح ان سے متأثر نہیں ہوسکتا؟.

میرا خود اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ میں نے جناب محمد عبد الکریم عرفان سے کسی کار خیر میں تعاون چاہا تو کبھی اس اللہ کے بندے کی زبان سے انکار کا لفظ نہیں سنا. جب میں نے اپنی لجنۃ القارۃ الہندیۃ کی جانب سے اپنے شہر پردوٹور ضلع کڑپہ میں نادار مسلم خواتین کے لیے ''فاطمہ میٹرنٹی ہسپتال'' بنوایا تو آپ نے نہ صرف اس سلسلے میں بیش قیمت مشورے دئے بلکہ ہر طرح کا خود سے تعاون کیا اور اپنے احباب سے کروایا.

ایک مرتبہ ہماری لجنہ کے ایک سری لنکن ساتھی کو ایک بڑی

علم، دولت، شرافت اور اخلاق کا کسی ایک شخص میں جمع ہونا بڑا ہی مشکل ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان چاروں چیزوں کو شکل عطا کی جائے تو اس سے عبد الکریم عرفان بنیں گے۔



محمد عبد الکریم عرفان

رقم کی ضرورت پیش آئی، اس نے مجھ سے تقریبا پندرہ سو دینار بطور قرض مانگے. میں نے اس سے کہا کہ کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ اس نے بتلایا کہ اس کی بہن کے لیے سری لنکا میں ایک اچھا رشتہ آیا ہوا ہے، لڑکا برسرروزگار ہے، وہ لوگ شادی کے لئے جلدی کررہے ہیں اور میرے گھر والوں کی ساری امیدیں مجھ ہی سے وابستہ ہیں. اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو مجھے دے نہیں سکتا تو مجھے امید ہے کہ کہیں سے ضرور دلا دے گا. میں نے اس سے کہا: میرے ایک دوست ہیں جن کا نام عبد الکریم ہے، یہ صرف نام کے ہی نہیں بلکہ دل کے کریم ہیں، تو میرے ساتھ چل شاید اللہ تعالیٰ تیرا کام بنادے. وہ میرے ساتھ جناب کریم عرفان کے دولت کدے پر آیا، میں نے ان سے اس کی مجبوری کا تذکرہ کرکے ان سے اس کے لیے قرض مانگا. آپ نے جب اس کی پریشانی سنی تو بغیر کسی تردد کے فورا کہا: ''آپ کل اسی وقت تشریف لائیں اور مطلوبہ رقم لے جائیں''. جس وقت ہم دونوں رقم لینے کے لیے ان کے در دولت کدہ پہنچے تو نہ صرف مطلوبہ رقم دی، بلکہ اس میں سے ایک بڑا مبلغ اس کی بہن کی شادی میں بطور تعاون کے دیا اور فرمایا کہ آپ اس رقم میں سے صرف اتنی ہی رقم مجھے واپس کریں جب یہ رقم اس ساتھی نے لی تو وہ پرنم آنکھوں سے مجھ سے گویا ہوا: ''واللہ! میں نے اپنی زندگی میں اس طرح کا آدمی نہیں دیکھا''.

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

علم، دولت، شرافت اور اخلاق کا کسی ایک شخص میں جمع ہونا بڑا ہی مشکل ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان چاروں چیزوں کو شکل عطا کی جائے تو اس سے عبد الکریم عرفان بنیں گے بارہ سال کی رفاقت میں میں نے موصوف سے سوائے

43 agust2012.indd 10 10/2/12 5:22 PM

اخلاق وشرافت کے کچھ نہیں پایا، علماء اور اہل علم کی قدر دانی کی انتہاء میں نے اس شخص میں دیکھی، علماء کے سامنے لب کشائی موصوف کمال درجے کی گستاخی اور بے ادبی سمجھتے ہیں، اگر کسی مسئلے کی بابت کچھ دریافت کرنا بھی ہوانتہائی ادب واحترام کے ساتھ، حالانکہ انہیں کئی غلط قسم بلکہ چیٹر قسم کے مولویوں سے بھی واسطہ پڑا، لیکن کبھی کسی سے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

جہاں تک کریم عرفان صاحب کو میں نے دیکھا، انہوں نے طلب شہرت کو نہیں بلکہ رب کی رضا کو اپنا مقصود ومطلوب بنایا انہوں نے مختلف دینی موضوعات پر اپنے گھر کے وسیع ہال میں دروس ولیکچرس کا اہتمام کیا، لیکن کیا مجال کہ انہوں نے کبھی اپنی ذات کی نمائش کی ایک رمق کو بھی اس میں شامل کیا ہو، بلکہ نہایت ہی ادب وخاموشی کے ساتھ علمائے کرام کے بیانات سنے، کسی کا کوئی سوال ہوتو اس کو پیش کیا اور شرکائے مجلس کی ضیافت میں تن ومن سے مشغول ہوگئے۔

میں نے بھی موصوف سے گزارش کی کہ آپ اپنی مصروف اور خاموش خدمات سے بھرپور زندگی کے متعلق راقم کو کچھ بتلائیں تاکہ اس کو میں منظر عام پر لاسکوں، لیکن موصوف نے اپنی خاکساری کا اظہار کرتے ہوئے کئی مرتبہ اسے ٹال دیا، بہت لیت ولعل کے بعد اپنے متعلق کچھ معلومات مجھے دیں، جسے میں قارئین مصباح کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، اس سے قارئین کو بھی اندازہ ہوجائے کہ کہ ایک سات سال کا بچہ، جس نے یتیمی میں پرورش پائی، علم کی دولت سے بہرہ مند ہوکر کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد اپنی کڑی محنت، کام اور ایثار وقربانی سے کویت اور اہل کویت میں اپنی پہچان بنائی اور ملک وملت کے لئے ایک گوہر نایاب بنا۔

سوال: سب سے پہلے ہم چاہیں گے کہ اپنا تعارف کرادیں۔

جواب: میرا نام محمد عبدالکریم عرفان، عرفیت عرفان ہے، لیکن جس نام سے لوگ مجھے جانتے ہیں وہ ''کریم عرفان'' ہے۔12-04-1958 کو شہر حیدرآباد کے ایک دین دار گھرانے میں میری پیدائش ہوئی، میرے دادا محترم حاجی عبداللہ عبدالکریم صاحب مرحوم، نہایت متقی اور عابد وزاہد تہجد گزار اور شب زندہ دار بزرگ تھے، تہجد سے لیکر اشراق تک عبادت، تلاوت اور ذکر واذکار میں مشغول رہتے اور بغیر کسی مہمان کے شام کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ میرے والد جناب عبدالوحید رحمہ اللہ اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں انکے دست وبازو بنے رہے، انکی وفات کے بعد آپ نے تجارت کو فروغ دیا، لیکن افسوس کہ صرف 45 سال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنا للہ واِنا اِلیہ راجعون۔ والد مرحوم کے انتقال کے وقت میری عمر صرف سات سال تھی۔

سوال: والد کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت کیسے ممکن ہوسکی؟

جواب: والد مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بڑا کنبہ چھوڑا تھا، والدہ مرحومہ ایک شریف گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں، میرے نانا جناب غلام احمد صاحب مرحوم نظام آباد میں صدر مدرس تھے، اور نانی صاحبہ بھی ایک معزز تاجر پیشہ اور زمین دار گھرانے سے متعلق تھیں، آزادی کے بعد 1962ء میں ہندوستان کی شہریت ترک کردی اور کراچی ہجرت کرگئے اور وہیں وفات پائی۔

میری والدہ ماجدہ ایک باہمت وحوصلہ مند خاتون تھیں، انہوں نے اپنے تمام بچوں کو پڑھانے لکھانے کی ٹھانی اور مجھے بھی مدرسہ انوار العلوم میں داخل کردیا، جہاں ابتدائی سے لیکر بارہویں تک میں نے تعلیم حاصل کی۔ گریجویشن کے لئے ممتاز کالج ملک پیٹ میں داخلہ لیا، اس کے بعد پوسٹ گریجویشن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے کیا۔ پھر تعلیم کی تکمیل کے فوری بعد کویت میں مقیم اپنے دو بڑے بھائیوں کی رہنمائی میں اس ملک میں میری آمد ہوئی۔

سوال: آپ کی شادی کب ہوئی اور کتنی اولاد ہے؟

جواب: میری شادی 1988 میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین اولاد عطا فرمایا ہے، جن میں ایک لڑکا اور دولڑکیاں ہیں، لڑکا محمد عبداللہ سعد امریکہ میں کیمیکل انجینیر نگ کررہا ہے، جب کہ بڑی نورچشمی بھی امریکہ میں ہی Bio Medical کے ماسٹر کورس میں انجینیر نگ اور چھوٹی بیٹی امریکی ریاست ٹیکساس میں Archtecture انجینیر نگ میں زیر تعلیم ہے۔

میں نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے امریکہ میں گھر خریدا میرے بچے اپنی ماں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ اپنے ہی گھر میں مقیم ہیں اور میں ہر ماہ دو ماہ میں بچوں سے ملاقات کے لیے امریکہ جاتا رہتا ہوں، یا وہ خود اپنی چھٹیوں کے شیڈول کے مطابق آتے جاتے رہتے ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک

سوال: کویت آنے کے بعد آپ کی مصروفیت کیا رہی؟

جواب: ''1983ء میں میری ابتدائی ملازمت ہالی بٹن (HALLIBURTON) نامی ایک امریکی کمپنی میں ہوئی جو کہ کویت آئل کمپنی کی ٹھیکے دار تھی، اس کمپنی میں

> فیما کے پلیٹ فارم سے ہمارا مقصد ہندوستانی مسلمانوں کے بین الأ قوامی مسائل کی یکسوئی اور کویت میں انہیں ایک مؤثر فیڈریشن کے ماتحت متحد رکھنا تھا۔ الحمد للہ! مختلف مکتب فکر کی تقریباً پندرہ مسلم اسوسیشنس کو متحد رکھتے ہوئے بے شمار قومی، ملی، جماعتی اور صوبائی مسائل کی یکسوئی کی گئی۔

سال دوسال کے عرصے میں ہی اچھی خاصی ترقی کے مواقع ملے، جس کی وجہ سے میں نے سولہ سال تک اس کمپنی میں خدمات انجام دیں۔ پھر روزگار کے بہتر مواقع سامنے آئے، کویت کی ہی ایک مقامی آئل سروس کمپنی (3 B TREADING COMPANY) میں ریجنل منیجر کے عہدے کی پیشکش ہوئی، جس کی وجہ سے ہالی بٹن کمپنی سے مستعفی ہوکر مذکورہ کمپنی سے وابستہ ہوگیا اور ابھی تک اسی میں برسرخدمت ہوں۔

دوران ملازمت ہی میں نے 1986ء میں اپنی ایک ذاتی کمپنی (MEHWA INTERNATANO) کے نام سے شروع کی، جس کے تحت صنعتی کیمیائی مادوں اور آئل فیلڈ کے مخصوص اشیاء کی تجارت شروع کی۔ پھر اسی تجارت کو مزید وسعت دیتے ہوئے 2003ء میں اس کا نام میٹرکس (METRIX) جنرل ٹریڈنگ کمپنی رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں بھائیوں کے تعاون سے اراضیات کی تجارت اور تعمیراتی کاروبار بھی (MEHWA CONTRACTION) کے نام سے جاری ہے۔ اسی طرح 1998ء میں (CYBER METRIX HARDWERE) پرائیویٹ لمیٹیڈ کی بنیاد رکھی جس کا سلسلہ اب بھی رواں دواں ہے، جس کے تحت ہارڈویر، CAD اور اس سے متعلقہ کاروبار اب بھی جاری ہے۔

سوال: کویت اور ہندوستان میں اپنی رفاہی خدمات کی بابت کچھ عرض کریں گے؟

جواب: ''1983ء میں کویت میں آمد کے ساتھ ہی میں 'حیدرآباد مسلم ویلفیر اسوسیشن' کے ساتھ وابستہ ہوگیا اور 1993ء میں 'اِقرأ کیریر گائیڈینس' (IQRA CAREER GUIDANCE) کا حیدرآباد میں سنگ بنیاد رکھا، اس انسٹی ٹیوٹ کا مقصد قوم کے نوجوانوں کو علمی اور روزگار کے میدان میں مکمل رہبری مفت فراہم کرنا

43 agust2012.indd 11 10/2/12 5:22 PM

ہے .قوم میں موجود کیریر گائیڈینس کی عدم دستیابی کا مجھے ہمیشہ ہی شدت سے احساس رہا، جس کی وجہ خود میری اپنی تعلیمی زندگی میں صحیح اور مؤثر رہبری کا عدم حصول تھا، اس طرح میں نے تہیہ کیا کہ اللہ کی مدد سے اپنی بساط کے مطابق قوم کو ان بے لوث خدمات سے مستفید کروں جس کی ملت میں شدید ترین کمی نظر آرہی ہے . چنانچہ اس منظم تنظیم کے تحت پچھلے پندرہ سالوں میں انداز اً اچار لاکھ سے زیادہ طلباء وطالبات مستفید ہوئیں اور یہ ساری خدمات امت کیلئے بالکل مفت فراہم ہوتی رہیں.

اس کے علاوہ مسلم تعلیمی اداروں کا دورہ کر کے ان کے تعلیمی معیار میں استحکام پیدا کرنا اور طلباء وطالبات کو سرکاری ملازمتوں کی جانب رغبت دلانا . دینی مدارس میں عصری تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور تمام مسلم تعلیمی اداروں کے معیار کو بلند کرنے کی کاوشوں میں مشغول رہا .ساتھ ہی ساتھ ریاست آندھرا پردیش کی تلگو زبان سے تعلق رکھنے والی نو کروڑ کی آبادی کیلئے وقتاً فوقتاً دین کی منتخب بنیادی کتابوں کا تلگو میں ترجمہ کروا کر ہزاروں کی تعداد میں انہیں مفت تقسیم کیا گیا جن میں حدیث کی کتاب ''اللؤلؤ والمرجان ، اولاد کی اسلامی تربیت ، آسان فقہ ، کتاب التوحید ، سود کی لعنت اور پردہ ،، جیسی اہم کتابیں بھی ہیں،عنقریب تاریخ اسلام کا ترجمہ بھی تلگو میں شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کا ارادہ ہے۔ان شاءاللہ

سوال :''آپ ایک عرصے تک فیما کے صدر رہ چکے ہیں،اس ضمن میں آپ کی کیا کارکردگی ہے؟

جواب : میں اور ڈاکٹر مسعود صاحب،مختار معروف صاحب اور صدیق لیاقت صاحب وغیرہ فیڈریشن آف انڈین مسلم ایسوسی ایشنس (FEDRETION OF INDIAN MUSLIMS ASSOSATIONS) کے بانیوں میں سے ہیں . فیما کے پلیٹ فارم سے میرا مقصد ہندوستانی مسلمانوں کے بین الأ قوامی مسائل کی یکسوئی اور کویت میں انہیں ایک مؤثر فیڈریشن کے ماتحت متحد رکھنا تھا۔الحمدللہ! مختلف مکتب فکر کی تقریبا پندرہ مسلم اسوسیشنس کو متحد رکھتے ہوئے بے شمار قومی، ملی، جماعتی اور صوبائی مسائل کی یکسوئی کی گئی، اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے میڈیا سے تعلق رکھنے والے ایسے غیر مسلم جرنلٹس، سوشل ورکرس اور سیاسی حضرات کو جنہوں نے ہر معاملے میں مسلمانوں کے حق میں بے باک بیانات دئے اور مسلمانوں پر ظلم وستم کے خلاف، چاہے وہ بمبئی فسادات ہوں یا گجرات کے انسانیت سوز جرائم ،بھرپور آواز بلند کی، اس کے لیے حکومت وقت سے ٹکر لیا ، بلکہ اس سلسلے میں اپنی بڑی بڑی سرکاری نوکریوں کی قربانی دی، فیما نے انہیں کویت بلایا اور انکے اعزاز میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد کی اور انہیں طلائی تمغات سے نوازا۔جن میں مشہور سماجی کارکن اور ہندوستانی فلم انڈسٹری کے ایک اہم رکن جناب مھیش بھٹ صاحب ،بمبئی سے کانگریس کے ممبر پارلیمنٹ اور مرکزی وزیر جناب سنیل دت صاحب، ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار (THE HINDU DAILY) کے چیف ایڈیٹر جناب این رام صاحب ،حکومت گجرات کے سابق IPS آفیسر جناب ہرش مندر صاحب قابل ذکر ہیں،موخر الذکر نے گجرات فسادات کے دوران مسلمانوں کو ختم کرنے کے سرکاری احکامات کو ماننے سے انکار کر دیا، جب دباؤ زیادہ بڑھا تو نوکری سے استعفی دیکر حکومت کے خلاف عدالت سے رجوع ہوئے۔اسی طرح بمبئی کی مشہور سوشل ورکر محترمہ تیستا سیتلواد صاحبہ کو بھی اعزازی تمغہ سے نوازا گیا جنکی خدمت ناقابل فراموش ہیں،اس خاتون آہن نے گجراتی فرعون نریندر مودی اور اس کے تمام حواریوں کے خلاف ہائی کورٹ سے لیکر سپریم کورٹ تک فاتحانہ قانونی جنگ لڑی،اور بے شمار ظالموں کو انکے کیفر کردار تک پہنچایا۔

اس کے علاوہ فیما کے زیر اہتمام ہندو مسلم یکجہتی کے نام پر سالانہ افطار پارٹی مرتب کی جاتی ہے جس میں چیدہ چیدہ غیر مسلم دانشوروں کو مدعو کیا جاتا ہے اور انگریزی زبان میں ان کے سامنے لیکچرس دئے جاتے ہیں ، جن میں اسلامی امن کے پیغام اور تعلیمات کو خصوصیت سے اجاگر کیا جاتا ہے۔نیز این آر آئیز (NRI) کے تعلیمی مسائل کو حل کرنا، کویت میں مسلم سکول اور انسٹیوٹ کے قیام کی تجویز کو عملی جامہ پہنانا اور ہندوستان میں بھی اعلی معیار کے اسلامی مدرسوں کے قیام کے لیے جد وجہد جاری ہے۔

یہ جناب کریم عرفان صاحب کی خاموش خدمات کا ایک پرتو ہے جو قارئین کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنے دل میں امت کا درد اور ملت کا سوز رکھیں گے اور اپنی زندگی کو دوسروں کیلئے مفید اور کارآمد بنائیں گے

قمر انسانیت کا ہے تقاضہ دہر فانی میں
کسی کے کام آجائے تو اپنی زندگی دیدو

شرک کی مثال

شرک سے بڑا گناہ کوئی نہیں،اس کو ایک مثال سے سمجھو، مثلاً بادشاہ کے یہاں رعیت کے لیے ہر قسم کی سزائیں مقرر ہیں، چوری ،ڈکیتی ،خیانت وغیرہ ان سب جرموں کی سزائیں مقرر ہیں ۔اب بادشاہ کی مرضی ہے ، چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کردے ۔لیکن بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جن سے بغاوت ظاہر ہوتی ہے ، مثلاً کسی وزیر ، کسی چودھری یا بھنگی اور چمار کو بادشاہ کی موجودگی میں بادشاہ بنادیا جائے تو اس قسم کی حرکت بغاوت ہے ۔یہ جرم تمام جرموں سے بڑا ہے، جو بادشاہ اس قسم کے جرائم کی سزاؤں سے غفلت برتتا ہے اس کی سلطنت کمزور ہوتی ہے ،اور ارباب دانش اس قسم کے بادشاہ کو نااہل کہتے ہیں ۔اور اللہ تعالی تو اعلی درجے کا غیرت والا ہے، بھلا وہ مشرکوں کو سزا کیوں نہ دے گا۔

جس نے اللہ کا حق اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو دے دیا اس نے بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل شخص کو دے دیا، جیسے کوئی تاج شاہی ایک چمار کے سر پر رکھ دے ۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا بے انصافی ہوگی۔

شرک سند نہیں بن سکتا

اللہ تعالی نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے اقرار کروایا کہ کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟ تو کہنے لگے کہ کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ تو ہمارا رب ہے، یہ ہم نے اقرار اس لیے لیا کہ کہیں تم قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے ،یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے پہلے سے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے جو ان کے بعد پیدا ہوئے تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔(سورۃ الاعراف 172۔173)

کوئی یہ خیال کرے کہ دنیا میں آکر ہمیں وہ اقرار یاد نہیں رہا، اب اگر ہم شرک کریں تو ہماری پکڑ نہ ہوگی ، کیوں کہ بھول میں پکڑ نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں ،لیکن معتبر اشخاص کے یاد دلانے پر یقین آجاتا ہے ۔مثلاً کسی کو اپنی تاریخ ولادت یاد نہیں ، پھر لوگوں سے سن کر کہتا ہے کہ میری تاریخ ولادت فلاں سن فلاں دن اور فلاں ساعت ہے ۔لوگوں سے سن کر ہی ماں باپ کو پہچانتا ہے، کسی اور کو ماں نہیں سمجھتا۔اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی اور کو ماں بتادے تو دنیا اس پر تھوکے گی ،اور اگر وہ یہ جواب دے کہ بھلے آدمیو! مجھے تو اپنا پیدا ہونا یاد نہیں کہ میں اس کو ماں سمجھوں، تم بلاوجہ مجھے بُرا کہہ رہے ہو تو لوگ اسے پرلے درجے کا بیوقوف اور بڑا ہی بے ادب سمجھیں گے ۔معلوم ہوا کہ جب عوام کے کہنے سے انسان کو بہت سی باتوں کا یقین ہو جاتا ہے تو نبیوں کی تو شان ہی بڑی ہے ،ان کے بتانے سے کس طرح یقین نہیں آسکتا؟۔ (افادات: شاہ اسماعیل شہیدؒ)

43 agust2012.indd 12 10/2/12 5:22 PM

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک

اسلام پر غیر مسلموں کے اعتراضات اور ان کے جوابات

اسلام اور مسلمانوں کے عمل میں واضح فرق

سوال: اگر اسلام بہترین مذہب ہے تو بہت سے مسلمان بے ایمان کیوں ہیں اور دھوکے بازی، رشوت اور منشیات فروشی میں کیوں ملوث ہیں؟

جواب: اسلام بلاشبہ بہترین مذہب ہے لیکن میڈیا مغرب کے ہاتھ میں ہے جو اسلام سے خوفزدہ ہے۔ میڈیا مسلسل اسلام کے خلاف خبریں نشر کرتا ہے اور غلط معلومات پہنچاتا ہے، وہ اسلام کے بارے میں غلط تاثر پیش کرتا ہے، غلط حوالے دیتا ہے اور واقعات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے۔ جب کسی جگہ کوئی بم پھٹتا ہے تو بغیر کسی ثبوت کے سب سے پہلے مسلمانوں پر الزام لگا دیا جاتا ہے، وہ الزام خبروں میں سب سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں جب یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کے ذمہ دار غیر مسلم تھے تو یہ ایک غیر اہم اور غیر نمایاں خبر بن کر رہ جاتی ہے، اسی طرح اگر کوئی پچاس برس کا مسلمان کسی پندرہ سالہ لڑکی سے اس کی اجازت سے شادی کرتا ہے تو مغربی اخبارات میں وہ پہلے صفحے کی خبر بنتی ہے۔ لیکن جب کوئی پچاس سالہ غیر مسلم ۶ سالہ لڑکی کی عصمت دری کرتا ہے تو یہ سانحہ اندر کے صفحات میں ایک معمولی سی خبر کے طور پر شائع ہوتا ہے۔ مریکہ میں روزانہ عصمت دری کے 2713 واقعات پیش آتے ہیں لیکن یہ خبروں میں جگہ نہیں پاتے کیونکہ یہ امریکیوں کی طرز زندگی کا ایک حصہ ہے۔

ہر معاشرے میں ناکارہ لوگ ہوتے ہیں:

میں اس بات سے باخبر ہوں کہ ایسے مسلمان یقیناً موجود ہیں جو دیانتدار نہیں اور دھوکے بازی اور دوسری مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ لیکن میڈیا یہ ثابت کرتا ہے کہ صرف مسلمان ہی ان کا ارتکاب کرتے ہیں، حالانکہ ایسے افراد اور جرائم دنیا کے ہر ملک اور ہر معاشرے میں ہوتے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بہت سے مسلمان بلانوش ہیں اور غیر مسلموں کے ساتھ مل کر شراب نوشی کرتے ہیں۔ مسلم معاشرے کی مجموعی حالت بہتر ہے۔

اگرچہ مسلمان معاشرے میں بھی کالی بھیڑیں موجود ہیں مگر مجموعی طور پر مسلمانوں کا معاشرہ دنیا کا بہترین معاشرہ ہے، ہمارا معاشرہ دنیا کا وہ سب سے بڑا معاشرہ ہے جو شراب نوشی کے خلاف ہے، ہمارے ہاں عام مسلمان شراب نہیں پیتے۔ مجموعی طور پر ہمارا ہی معاشرہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ خیرات کرتا ہے اور جہاں تک حیا، متانت، انسانی اقدار اور اخلاقیات کا تعلق ہے دنیا کا کوئی معاشرہ ان کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ بوسنیا، عراق اور افغانستان میں مسلمان قیدیوں سے عیسائیوں کا سلوک اور برطانوی صحافی کے ساتھ طالبان کے برتاؤ میں واضح فرق صاف ظاہر ہوتا ہے۔

کار کو ڈرائیور سے نہ پرکھئے:

اگر آپ جاننا چاہیں کہ مرسیڈیز کار کا نیا ماڈل کیسا ہے اور ایک ایسا شخص جو ڈرائیونگ نہیں جانتا سٹیرنگ پر بیٹھ جائے اور گاڑی کہیں دے مارے تو آپ کس کو الزام دیں گے؟ کار کو یا ڈرائیور کو؟ فطری بات ہے کہ آپ ڈرائیور کو الزام دیں گے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کار کتنی اچھی ہے، ڈرائیور کو نہیں بلکہ کار کی صلاحیت اور اس کے مختلف پہلوؤں کو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنی تیز چلتی ہے، ایندھن کتنا استعمال کرتی ہے، کتنی محفوظ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح اگر یہ بات محض دلیل کے طور پر مان بھی لی جائے کہ مسلمان خراب ہیں تو بھی ہم اسلام کو اس کے پیروکاروں سے نہیں جانچ سکتے۔ اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کتنا اچھا ہے تو اسے اس کے مستند ذرائع سے پرکھیں۔ یعنی قرآن مجید اور صحیح احادیث سے!

اسلام کو محمد ﷺ کی ذات گرامی سے پرکھیں:

اگر آپ عملی طور پر دیکھنا چاہیں کہ کار کتنی اچھی ہے تو اس کے سٹیرنگ وہیل پر کسی ماہر ڈرائیور کو بٹھائیں، اسی طرح یہ دیکھنے کے لیے کہ اسلام کتنا اچھا دین ہے تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے آخری پیغمبر محمد ﷺ کو سامنے رکھ کر دیکھیں۔ مسلمانوں کے علاوہ بہت سے دیانتدار اور غیر متعصب غیر مسلم مؤرخوں نے علانیہ کہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بہترین انسان تھے۔ مائیکل ایچ ہارٹ نے ''تاریخ پر اثر انداز ہونے والے ''سو انسان'' کے عنوان سے کتاب لکھی جس میں سرفہرست پیغمبر اسلام محمد ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ غیر مسلموں کی اور بہت سی مثالیں ہیں جن میں انہوں نے نبی ﷺ کی بہت زیادہ تعریف کی ہے، مثلاً تھامس کارلائل، لامارٹن وغیرہ۔

اسلام میں ذبح کرنے کا طریقہ ظالمانہ ہے

سوال: مسلمان جانوروں کو ظالمانہ طریقے سے دھیرے دھیرے کیوں ذبح کرتے ہیں؟

جواب: جانور ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ ''ذبیحہ'' غیر مسلموں کی اکثریت کے نزدیک تنقید کا باعث ہے۔ اگر کوئی مندرجہ ذیل نکات کو سمجھ لے تو وہ جان سکتا ہے کہ ذبح کرنے کا یہ طریقہ نہ صرف رحمدلانہ ہے بلکہ سائنسی لحاظ سے بھی بہترین ہے۔

ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ:

اسلامی طریقے سے جانور ذبح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا خیال رکھنا چاہیے:

جانور کو تیز دھار چاقو یا چھری سے تیزی سے ذبح کرنا چاہیے تاکہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو۔

ذبیحہ عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے: ''ذبح کیا گیا'' جانور کو ذبح کرنے کا عمل اس کا گلا، سانس کی نالی اور گردن میں موجود خون کی نلیاں کاٹ کر انجام دینا چاہیے۔

سر اُتارنے سے پہلے خون کو مکمل طور پر بہہ جانے دینا چاہیے۔ خون کی بیشتر مقدار نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ خون میں جراثیم نشوونما پاسکتے ہیں۔ حرام مغز کو نہیں کاٹنا چاہیے کیونکہ دل کو جانے والے اعصاب کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور یوں دل کی دھڑکن رک جانے کی وجہ سے خون مختلف نالیوں میں منجمد ہوجاتا ہے۔

خون میں جراثیم اور بیکٹیریا:

خون مختلف قسم کے جراثیم، بیکٹیریا اور زہروں (Toxins) کی منتقلی کا ذریعہ ہے، اس لیے مسلمانوں کے ذبح کرنے کا طریقہ زیادہ صحتمند اور محفوظ ہے کیونکہ خون میں تمام قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جو مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، لہذا زیادہ سے زیادہ خون جسم سے نکل جانے دینا چاہیے۔

ذبیحہ گوشت کی تازگی: جانور اسلامی طریقے سے ذبح کیا جائے تو خون کے ممکنہ حد تک شریانوں سے نکل جانے کی بدولت گوشت ذبح کرنے کے دوسرے طریقوں کی نسبت زیادہ دیر تک تازہ رہتا ہے

جانور کو تکلیف نہیں ہوتی: گردن کی شریانیں تیزی کے ساتھ کاٹنے سے دماغ کے عصب (Nerve) کی طرف خون کا بہاؤ رک جاتا ہے جو احساسِ درد کا ذمہ دار ہے۔ یوں جانور کو درد محسوس نہیں ہوتا۔ جانور جب مرتے وقت تڑپتا ہے یا ٹانگیں ہلاتا اور مارتا ہے تو یہ درد کی وجہ سے نہیں بلکہ خون کی کمی کے باعث عضلات کے پھیلنے اور سکڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور خون کی کمی کا سبب خون کا جسم سے باہر کی طرف بہاؤ ہوتا ہے۔

43 agust2012.indd 13 10/2/12 5:22 PM

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

جس نے گلوں کو نوچ کے پھینکا وہ گلشن کا مالی ہے

اللہ رکھی کا تعلق سرزمین پاکستان سے ہے۔ وہ ایک قبول صورت خاتون ہے، کسی زمانے میں اسے پورے خاندان میں خوبصورت لڑکی مانا جاتا تھا۔ مگر پچھلے بتیس سالوں سے وہ غیر تو غیر، اپنوں سے بھی اپنا چہرہ چھپاتی رہی ہے۔ کیونکہ بتیس سال قبل اس کے شوہر غلام عباس نے اس کی ناک کاٹ ڈالی تھی۔ پچھلے دنوں کسی پاکستانی ڈاکٹر نے ایک کامیاب آپریشن کے ذریعہ اس کی کٹی ہوی ناک درست کردی ہے۔ مگر مسلسل بتیس سال تک جسمانی اور ذہنی اذیتوں کی یاداس کے دل میں انمٹ نقوش بنا چکی ہے۔

پچھلے دنوں ایک عورت ہندوستان سے کویت آئی۔ اس کی ایک سے زائد بیٹیاں اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ یہاں سکونت پذیر ہیں۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ تھی جب وہ اپنی ایک بیٹی کے گھر گئی۔ اس کی پھول سی جوانی مرجھا چکی ہے۔ اس کے بکھرے بال، دھنسی ہوی آنکھیں اور بوسیدہ کپڑے اس کی حالت زار کی کہانی سنا رہے تھے۔ گھر میں قبرستان کا سناٹا تھا۔ خانۂ خراب میں نہ بستر کا کوئی اہتمام تھا اور نہ دستر کا کوئی سلیقہ۔ حیرت تو اس بات پر ہوی کہ میاں صاحب کے 'حرم' میں اس مجبور عورت کو کھانے پینے کی بھی مکمل آزادی حاصل نہیں ہے۔ شوہر کی لاپرواہی نے اسے تنہائی کے غار میں دھکیل دیا تھا۔ وہ اندر سے پوری طرح ٹوٹ چکی ہے۔ اس پر ستم یہ کہ وہ کسی سے اپنے سوز دروں کا اظہار بھی نہیں کرسکتی۔ اس کے لب سی دئے گئے ہیں۔

ان کی پلکوں پر ستارے اپنے ہونٹوں پر ہنسی
قصۂ غم کہتے کہتے.....ہم یہاں تک آ گئے

یہ دونوں واقعات محض دو مثالیں ہیں ورنہ ہمارے سماج میں ہزاروں اللہ کی بندیاں ہیں جن کی زندگیاں کرب والم کی داستان سناتی ہیں۔ وہ اپنے شوہروں کے گھروں میں گھٹ گھٹ کر جی رہی ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے سدا کی تاریکی چھائی رہتی ہے۔ ان کے چہروں پر ہردم خوف ووحشت کی پرچھائی رہتی ہے۔ لاچاری و بے بسی ایسی کہ کسی کی بیوی بن کر بھی وہ خود کو بے آسرا اور بے سہارا سمجھتی ہیں۔

ہمارے سماج میں بہت سے ایسے ''مرد'' بھی ہیں جو سماج میں محترم ومکرم مانے جاتے ہیں۔ ہر کس وناکس کی زبان پر ان کی شرافت کا چرچا سنا جاسکتا ہے۔ لوگ ان کی ملنساری اور انکساری، خوش گوئی وخوش مزاجی کو مورد داد و تحسین سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے خوبصورت وبیش قیمت لباس سے لوگوں کے درمیان اپنی شخصیت کے عیوب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہی محترم ومکرم جب گھر کے دہلیز پر قدم رکھتے ہیں تو وہ بدترین سماجی جانور کا روپ دھار لیتے ہیں۔ وہ انسانی شکل میں چھپے بھیڑیے بن جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی بیویوں کی عزت نفس پر چوٹ کرتے ہیں۔ ان کے ارمانوں کا خون کرتے ہیں۔ اور ان کے حقوق کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔ شاید سچ یہی ہے کہ یہی ان کا اصل چہرہ ہے جسے وہ گھر کے باہر لوگوں کے درمیان اپنے لباس عزت وشرافت سے چھپا رکھتے ہیں اور گھر کا دروازہ بند ہوتے ہی وہ اس لباس ظاہر کو اتار پھینکتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں کو ہمیشہ جسمانی اور نفسیاتی عذاب میں مبتلا رکھتے ہیں۔ اور زندگی کی کال کوٹھریوں میں بند یہ نسوانی وجود لذت حیات سے محروم ہوا جاتا ہے۔ ان عورتوں کی نگاہیں ''رعنائی حیات'' کو ترستی رہتی ہیں۔ وہ جن کی زندگیاں آنسوؤں کی نذر ہوچکی ہو وہ جائیں تو کدھر جائیں اور کریں تو کیا کریں۔

یہ کتنے پھول ٹوٹ کر بکھر گئے یہ کیا ہوا
یہ کتنے پھول شاخچوں پہ مرگئے وہ کیا ہوے

ایک لڑکی نہ جانے انہیں اپنے پلکوں پر کیسے کیسے حسین خواب سجاتی ہے، نہ جانے دل میں ارمانوں کے کتنے پھول کھلاتی ہے جب اس کا ہاتھ کسی اجنبی کے ہاتھ میں عمر بھر کی رفاقت کے لیے تھمادیا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنے شریک حیات کا ہاتھ تھاما تھا کہ ان کے پہلو بہ پہلو قدم سے قدم ملا کر چلیں اور زندگی کی خوش بختیوں کو اپنے دامن میں سمیٹیں۔ ان کے کاندھوں پر سر رکھ کر زندگی کی رنگا رنگیوں کا نظارہ کرنے کی تمنا لے کر وہ میکے سے رخصت ہوتی ہیں۔ اپنوں کی جدائی کو برداشت کرتی ہیں کہ انہیں باہوں میں لینے والا ان کا رفیق سفر جو لانگاہ حیات میں منزل تک ان کا سہارا بنے گا.....مگر.....اے بسا آرزو کہ خاک شدہ.....

جو مرحلوں میں ساتھ تھے وہ منزلوں پہ چھٹ گئے
جو رات میں لٹے نہ تھے وہ دوپہر میں لٹ گئے
مگن تھا میں کہ پیار کے بہت سے گیت گاؤں گا
زبان گنگ ہوگئی گلے میں گیت گھٹ گئے

میاں بیوی کا رشتہ..... یہ دنیا کا واحد رشتہ ہے جو قانون کے نازک دھاگے سے بندھا ہوتا ہے۔ وہ جتنا نازک ہوتا ہے اتنا ہی جذباتی بھی ہوتا ہے۔ اور شاید دنیا کا یہی وہ واحد قانونی رشتہ ہے جس پر محبت اور الفت غالب آتی ہے تو بسا اوقات اس کی قانونی حیثیت نگاہوں سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ اس رشتہ کی استواری پر ایک خاندان اپنے نظام کی کاملیت اور کامیابی کی ضمانت حاصل کرتا ہے۔ میاں بیوی کی باہمی الفت ومحبت ہی اس رشتے کو پائداری عطا کرتی ہے۔

دو اجنبی مرد اور عورت اس رشتہ کے ذریعہ آپس میں ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے بن جاتے ہیں۔ زندگی کی نئی راہوں اور نئی سمتوں کا سفر یہاں سے آغاز پاتا ہے۔ حیات بشر کی معنویت میں جدت آتی ہے اور سکون و

43 agust2012.indd 14 10/2/12 5:22 PM

راحت کا ایک نیا احساس وجود پاتا ہے۔

قرآن مجید میں کتنے خوبصورت پیرائے میں شادی کے مقصد کو اجاگر کیا گیا ہے... وَمِن آيَاتِهِ أَن خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم:21)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی'' (ترجمہ از تفہیم القرآن)

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلم گھرانوں میں یہ محبت اور رحمت ناپید ہوتی جارہی ہے۔ ہمیں تو اس بات کی تعلیم دی گئی تھی کہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرۃ) ''وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو''۔

آخر اس جسم اور لباس کے درمیان اتنا فاصلہ کیونکر آ گیا ہے کہ رشتۂ زوجیت کا مطلب ہی غیر ہو کر رہ گیا...

ہم پیارے نبی ﷺ کی امتی میں شامل ہیں۔ آپ کی تعلیمات ہمیں دل اور جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی تعلیمات سے روگردانی کریں اور ہماری مسلمانی بھی باقی رہے...؟ آپ فرمایا کرتے تھے: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے۔ (مجھے دیکھو) میں اپنے گھر والوں کے لیے (سب سے) بہتر (سلوک کرنے والا) ہوں۔'' (ترمذی کی روایت سے ماخوذ)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''کامل ایمان والے تو وہی ہیں جو بہترین اخلاق کے مالک ہیں۔ اور تم میں سب سے بہتر وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔'' (ترمذی کی روایت سے ماخوذ)

اپنے آخری تاریخی خطبہ میں پیارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''عورتوں کے (حقوق کے) سلسلے میں اللہ سے ڈرو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے انہیں اللہ کے امان میں حاصل کیا ہے.....اس میں آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت بھی کردی ہے کہ اگر وہ کسی فحش کی مرتکب ہوتی ہیں تو انہیں مارا بھی جاسکتا ہے مگر اس طرح کہ ان کے جسم پر سخت چوٹ نہ آئے۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ۔ خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا بالا اور برتر ہے'' (34)

آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا تھا کہ عرف کے مطابق بیویوں کو کھلانا اور ان کے لباس کا اہتمام کرنا مردوں کی ذمہ داری ہے۔

ایک مرتبہ پیارے نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''اللہ کی بندیوں کو مت مارو''

دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے حضور تشریف لائے اور شکایت کی کہ ''عورتیں اپنے شوہروں پر بیباک ہوگئی ہیں'' یہ سن کر آپ ﷺ نے (ایسی عورتوں کو) سرزنش کرنے کی چھوٹ دے دی۔ پھر یہ ہوا کہ حرم نبوی میں اپنے شوہروں کی زیادتی کی شکایت لے کر پہنچنے والی خواتین کا تانتا لگ گیا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے صحابہ کی جماعت کو خطاب کرکے فرمایا ''کل رات ایک بڑی تعداد میں خواتین نے اپنے اپنے شوہروں کی شکایت لے کر آلِ محمد (ﷺ) کے در پر دستک دی ہے، (یقین رکھو کہ) وہ (اپنی بیویوں پر زیادتی کرنے والے) اچھے لوگ نہیں ہیں۔ (ابوداود، ابن ماجہ اور نسائی کی روایت سے ماخوذ)

عورت اس لیے بھی مردوں کی شفقت و رحمت کی محتاج ہے کہ وہ بناوٹ اور تخلیقی اعتبار سے بھی کمزور ہے۔ مردوں کی سنگدلی اور زور زبردستی کی وہ تاب نہیں لاسکتی۔ وہ نرمی اور پیار کی مستحق ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ''عورت کو پسلی سے بنایا گیا ہے، کسی ایک طریقہ پر اس کا رویہ درست نہیں رہ سکتا۔ اگر تمہیں اس سے فائدہ اُٹھانا ہے تو اس کی اس کجی کے ساتھ ہی ممکن ہے۔ اگر اس کجی کو درست کرنے جاؤ گے تو اسے توڑ دو گے۔ اور اس کو توڑنے کا عمل طلاق پر ختم ہوگا'' (مسلم کی روایت سے ماخوذ)

ایک روایت میں پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ''کوئی مومن مرد کسی ایمان والی (بیوی) سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہو تو اس کی دوسری کوئی عادت پسند آجائے گی'' (مسلم کی روایت سے)

صحیحین کی ایک روایت میں پیارے نبی ﷺ نے عورتوں پر دست درازی پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ''کیا (یہ کوئی اچھی بات ہے کہ) تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو زدوکوب کرے جس طرح (زمانۂ جاہلیت میں) غلام کو پیٹا جاتا ہے۔ تم اول النہار میں انہیں مارتے ہو اور دن ختم ہوتے ہوتے انہیں سے ہمبستری کرتے ہو (کیا یہ سوچ کر تمہیں شرم نہیں آتی؟)

یہ مردوں پر ان کی بیویوں کا حق ہے کہ وہ جب کھائیں تو انہیں بھی کھلائیں اور وہ جب پہنیں تو انہیں بھی پہنائیں، ان کے چہرے پر نہ ماریں، ان کو برا نہ کہیں، (اگر کبھی ان سے دوری اختیار کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو) گھر کے اندر ہی دوری رکھیں، کہیں اور نہیں.... (ابوداود کی روایت سے ماخوذ)

یہ جان لیں کہ آپ کی بیوی آپ کے بھروسے اپنوں کو اور خون کے رشتوں کو چھوڑ کر آئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے بعد صرف آپ ان کا سہارا ہیں۔ وہ آپ کی محبت، اپنائیت اور انسیت کی محتاج ہے۔ آپ ہی اس کی تنہائی کے دوست ہیں۔ اس نے آپ سے وفا کی امید باندھی ہے۔ خدارا اسے مایوس نہ کریں۔ اس پر رحم کھائیں کہ اسے اس کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ان کے دل کی دھڑکنیں سن سکتے ہیں تو آپ کو یہی آواز آئے گی کہ ؎

تم ہاتھ بڑھا کر تو دیکھو ہم ساتھ کہاں تک دیتے ہیں
غمخوار ہو کوئی ساتھ اگر تو مشکل رستے کٹ جاتے ہیں

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے ایک بات نہایت سنجیدگی کے ساتھ ہم آپ کو بتانا چاہیں گے کہ عزت نفس جس طرح مردوں میں اہمیت رکھتی ہے، خواتین میں بھی اس کی اسی قدر اہمیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے بدن کو تو اہمیت دیتا ہو مگر اس کی عزت نفس کی اسے کوئی پرواہ نہ ہو تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنی عورت کا اعتماد حاصل کرے.....گھر یہیں سے جہنم زار بن جاتا ہے۔ یہ بے چھتوں والا گھر ہوتا ہے جہاں رحمت و راحت کا فقدان ہوتا ہے۔ کسی بھی شخص کی زندگی میں شاید ہی کوئی چیز ''عزت نفس'' سے بڑھ کر بیش قیمت ہو۔ اے کاش ہمارے سماج کے سارے مرد و زن اس بات کو جان لیتے اور اسے ازبر کر لیتے۔

جب عورتوں نے اس بارے میں غفلت برتی تو سماج کے مرد بے راہ روی کے شکار ہوگئے۔ اور مردوں نے اس کے تئیں کوتاہی کی تو ہمارا پورا خاندانی نظام درہم برہم ہوگیا، گھر اجڑ گیا اور بچے بے یقینی کے شکار ہوگئے۔

43 agust2012.indd 15 10/2/12 5:22 PM

اپنی آمدنی کی بچت کیسے کریں؟

ڈاکٹر سعد بن صالح رویتع الشریف

ایک شخص جب محنت ومشقت کرتا اور کماتا ہے تو اس کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی کمائی کا ثمرہ بھی دیکھے، اگر کمائے اور اس کی محنت کا کوئی پھل ظاہر نہ ہو تو ایک دن وہ تھک ہار کر بیٹھ جائے گا، دنیا میں آپ کو کتنے ایسے لوگ ملیں گے جو کماتے تو ہیں لیکن اپنی کمائی کا کوئی خاص اثر اپنی زندگی میں نہیں دیکھ پاتے، چنانچہ ان کی شکایت ہوتی ہے کہ ہماری روزی میں برکت نہیں ہو رہی ہے، وہ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ زندگی میں بدنظمی اور بے ضابطگی ہے، اگر زندگی سے بدنظمی ختم ہو جائے اور آمدنی کے تئیں منظم پلاننگ کر لیں تو ہم خاطر خواہ طریقے سے اپنی آمدنی کی بچت کر سکتے ہیں، ذیل کے سطور میں ہم اس قبیل کے دس نکات بیان کر رہے ہیں:

(۱) **صدقہ کریں:** اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **مانقصت صدقة من مال** ''صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی''۔ جی ہاں! صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے، ماہانہ تنخواہ میں سے ڈھائی فیصد یا دو فیصد جتنا ہو سکتا ہو، اپنے غریب رشتے دار کے لیے وقف کر دیں، اگر رشتے دار محتاج نہ ہوں تو کسی بھی یتیم اور بیوہ کو یہ رقم بھیجنا شروع کر دیں، اس کا اثر آپ کے مال میں برکت کی شکل میں ظاہر ہوگا، صدقہ ایسی بہت ساری بیماریوں اور آفتوں سے بچاتا ہے جس میں غیر شعوری طور پر آپ کا بے تحاشہ مال خرچ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **داووا مرضاكم بالصدقة** (رواہ ابوداؤد فی المراسیل عن الحسن البصری) ''اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو''۔

(2) **قرض کے بوجھ سے چھٹکارا حاصل کریں:**
اللہ کے رسول ﷺ نے قرض کے بوجھ سے اللہ کی جناب میں پناہ مانگی ہے، اس لیے قرض سے بالکل دور رہیں، اور اگر ناگزیر ضرورت کی وجہ سے اس میں پھنس بھی جائیں تو فوری طور پر اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول ہرگز نہ کریں، قرض کا معاملہ بڑا سخت اور ہولناک ہے، قرض کی وجہ سے شہید تک کی مغفرت نہیں ہوتی، حدیث ہے: **يغفر للشهيد كل شيء الا الدين** (مسلم) "شہید کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔"

(3) **تنخواہ کا آدھا حصہ خرچ کریں اور آدھا حصہ پس انداز کریں:** بنک میں اپنا اکاؤنٹ کھول کر رکھیں اور ہر ماہ تنخواہ کا آدھا حصہ بنک میں جمع کرا دیں۔ اگر گھر کے تقاضوں کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل ہو رہا ہو تو تدریج کے ساتھ یہ کام شروع کریں، مثلاً دس فیصد یا پندرہ فیصد سے شروع کر دیں اور اس تناسب میں اضافہ کرتے رہیں یہاں تک کہ آدھی تنخواہ جمع کرنے کے قابل ہو جائیں۔

(4) **اگر کچھ خریدنے کی خواہش ہو تو اس عمل کو دو تین ہفتے تک مؤخر کریں:** دو تین ہفتے کے لیے مؤخر کرنے کی وجہ سے خواہش خود بخود کم ہو جائے گی یا جاتی رہے گی۔

(5) **اہل خانہ اور بچوں کے اخراجات کے لیے ماہانہ رقم متعین کر دیں:** اس لیے کہ اخراجات کو کھلا رکھنے سے بے تحاشا پیسے خرچ ہوں گے، اس لیے اہل خانہ کو ہر ماہ بقدر ضرورت پیسے دیں، ان کو بچت اور میانہ روی کی تعلیم دیتے رہیں، اور فضول خرچی سے منع کریں، لیکن معاملہ بخالت اور کنجوسی کی حد تک بھی نہیں پہنچنا چاہئے کہ اہل خانہ کی جائز ضروریات کی تکمیل ضروری ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **خيركم خيركم لأهله وأنا خيركم لأهلي** (ترمذی) ''تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے تم میں سب سے بہتر ہوں''۔

(6) **ایسی رہائش گاہ اختیار کریں جو آپ کی آمدنی کے مطابق ہو:** اگر زیادہ قیمت کا فلیٹ لیا تو تنخواہ کا زیادہ تر حصہ اس پر خرچ ہوگا، اس لیے اپنی تنخواہ اور معیار کے مطابق رہائش گاہ کا انتخاب کریں کہ چادر دیکھ کر ہی پیر پھیلانا چاہیے، کیونکہ زندگی کے دوسرے تقاضے بھی ہیں جن کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ دوسروں کی ٹھاٹ باٹ کی زندگی اور عمدہ طرز رہائش سے ہمیں مرعوب نہیں ہونا چاہیے کہ ہر شخص اپنی ذات کا خود مالک ہے۔



(7) **نئی گاڑی خریدنے کی بجائے استعمال شدہ گاڑی خریدیں:** دو سال استعمال کرنے کی وجہ سے گاڑی کی تیس اور چالیس فیصد قیمت کم ہو جاتی ہے، نئی گاڑی خرید کر قیمت میں اس قدر کمی کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لیے پہلے یا دوسرے موڈیل کے جانے کے بعد اگر گاڑی خریدیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ نے اچھے خاصے مال کی بچت کر لی ہے۔ اور اس سلسلے میں عام لوگوں کے نظریے کی بالکل پرواہ نہ کریں کہ وہ اس وقت آپ کے کچھ کام نہ آئیں گے جب آپ ایک کوڑی کے محتاج ہوں گے۔

(8) **سوپر مارکٹ میں خریداری کے لیے جائیں تو ضروریاتی اشیاء کی لسٹ بنالیں:** اہل خانہ سے گھر کی ضروریات معلوم کر کے اس کی پوری لسٹ تیار کر لیں پھر خریداری کے لیے سوپر مارکٹ جائیں، لسٹ سے باہر کی اشیاء خریدنے سے بالکل گریز کریں کہ اس کی فوری ضرورت نہیں ہے۔

(9) **ہر چیز نقد خریدنے کی عادت ڈالیں:** قسطوں پر سامان کی خریداری سے بال بال بچیں اور تجارتی کمپنیوں کے پرفریب جھانسے میں نہ آئیں کہ وہ آپ کے خیر خواہ نہیں بلکہ مہذب انداز میں آپ کے جیب سے پیسے اینٹھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ناگزیر ضرورت کے بغیر قسطوں پر سامان کی خریداری نہیں ہونی چاہیے۔

(10) **ڈیوٹی کے علاوہ بھی پارٹ ٹائم کام کر کے آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہوں تو ایسا کوئی وظیفہ ضرور تلاش کر لیں:** لیکن سودی بنکوں اور سود پر مبنی تجارتی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کرنے سے بچیں کہ اس سے مال میں اضافہ نہیں ہوگا بلکہ کمی ہی آئے گی، ایسی کمی کہ اندازہ بھی نہ ہوگا، اللہ تعالی کا فرمان ہے: **ويمحق الله الربا** ''اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے''۔

ہمیں پوری امید کہ یہ چند نکات ایسے لوگوں کے لیے مفید ثابت ہوں گے جو مالی منصوبہ بندی اور آمدنی کی بچت کے خواہشمند ہیں۔

43 agust2012.indd 16 10/2/12 5:22 PM

نوید سحر

عبادت

عبادت کے معنی دراصل بندگی کے ہیں۔آپ عبد (بندہ) ہیں اور اللہ آپ کا معبود ہے۔عبد اپنے معبود کی اطاعت میں جو کچھ کرے وہ عبادت ہے۔مثلاً آپ لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ان باتوں کے دوران میں اگر آپ نے جھوٹ سے، غیبت سے، فحش گوئی سے اس لیے پرہیز کیا کہ اللہ نے ان چیزوں سے منع کیا ہے اور ہمیشہ سچائی، انصاف، نیکی اور پاکیزگی کی باتیں کیں، اس لیے کہ اللہ ان کو پسند کرتا ہے۔تو آپ کی یہ سب باتیں عبادت ہوں گی۔خواہ وہ سب دنیا کے معاملات ہی میں کیوں نہ ہوں۔آپ لوگوں سے لین دین کرتے ہیں۔بازار میں خرید وفروخت کرتے ہیں۔اپنے گھر میں ماں باپ اور بھائی بہنوں کے ساتھ رہتے ہیں۔اپنے دوستوں اور عزیزوں سے ملتے جلتے ہیں اگر اپنی زندگی کے ان سارے معاملات میں آپ اللہ کے احکام کو اور اس کے قوانین کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ہر ایک کے حقوق ادا کرتے ہیں یہ سمجھ کر کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور کسی کی حق تلفی نہ کی، یہ سمجھ کر کہ اللہ نے اس سے روکا ہے تو گویا آپ کی یہ زندگی اللہ کی عبادت ہی میں گذری۔آپ نے کسی غریب کی مدد کی، کسی بھوکے کو کھانا کھلایا یا کسی بیمار کی خدمت کی اور ان سب کاموں میں آپ نے اپنے کسی ذاتی فائدے یا عزت یا ناموری کو نہیں بلکہ اللہ کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھا تو یہ سب کچھ عبادت میں شمار ہوگا۔غرضیکہ دنیا کی زندگی میں ہر وقت ہر معاملہ میں اللہ سے خوف کرنا، اس کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھنا، اس کے قانون کی پیروی کرنا، ہر ایسے فائدے کو ٹھکرا دینا جو اسکی نافرمانی سے حاصل ہوتا ہو اور ہر ایسے نقصان کو گوارا کر لینا جو اسکی فرمانبرداری میں پہنچے یا پہنچنے کا خوف ہو۔یہ اللہ کی عبادت ہے اس طریقہ کی زندگی سراسر عبادت ہی عبادت ہے حتیٰ کہ ایسی زندگی میں کھانا، پینا، چلنا، سونا، جاگنا، بات چیت کرنا سب کچھ عبادت میں داخل ہے۔

عبادت تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ایک آقا کی وفاداری، دوسرے آقا کی اطاعت اور تیسرے اس کا ادب اور اسکی تعظیم۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (سورۃ الذاریات 56) جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جن اور انسان کو اس کے سوا اور کسی غرض کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہماری پیدائش اور زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کے سوا کچھ نہیں ہے۔اور ہم ہر حال میں اللہ سے وفاداری، اس کی اطاعت اور پرستش کریں۔عبادت کا یہ مطلب ذہن میں رکھتے ہوئے ذرا ان سوالات کا جواب دیں:

آپ اس نوکر کے متعلق کیا کہیں گے جو آقا کی مقرر کی ہوئی ڈیوٹی پر جانے کی بجائے ہر وقت بس اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہے اور لاکھوں مرتبہ اس کا نام جپتا رہے؟ آقا اس سے کہتا ہے کہ جا کر فلاں فلاں آدمیوں کے حق ادا کر و مگر یہ جاتا نہیں بلکہ وہیں کھڑے کھڑے آقا کو جھک جھک کر دس سلام کرتا ہے۔اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔آقا اسے حکم دیتا ہے کہ جا اور فلاں فلاں خرابیوں کو مٹا دے مگر یہ ایک انچ وہاں سے نہیں ہٹتا اور سجدے پر سجدے کئے چلا جاتا ہے۔آقا حکم دیتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو وہ یہ بات بیسوں مرتبہ پڑھتا ہے مگر ایک دفعہ بھی اس نظام کے قیام کی کوشش نہیں کرتا۔کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص حقیقت میں آقا کی بندگی کر رہا ہے؟ اگر آپ کا کوئی ملازم یہ رویہ اختیار کرے تو میں جانتا ہوں کہ آپ اسے کیا کہیں گے۔مگر حیرت ہے کہ اللہ کا جو نوکر ایسا کرتا ہے ہم اسے بڑا عبادت گذار سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسا زاہد و عابد ہے۔یہ غلط فہمی صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم عبادت کا صحیح مطلب نہیں جانتے۔

ایک نوکر ہے جو رات دن ڈیوٹی تو غیروں کی انجام دیتا ہے۔احکام غیروں کے سنتا اور مانتا ہے۔قانون پر غیروں کے عمل کرتا ہے اور اپنے اصلی آقا کے فرمان کی ہر وقت خلاف ورزی کیا کرتا ہے۔مگر سلامی کے وقت آقا کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔اور زبان سے آقا ہی کا نام جپتا رہتا ہے۔اگر ہم میں سے کسی کا ملازم یہ طریقہ اختیار کرے تو ہم کیا کریں گے؟.....ہم اس کی سلامی کو اس کے منہ پر مار دیں گے۔مگر کیسی حیرت کی بات ہے کہ جو لوگ رات دن اللہ کے قانون کو توڑتے ہیں کفار اور مشرکین کے طریقوں پر چلتے ہیں۔ان کے بنائے ہوئے اصولوں اور قوانین پر مطمئن زندگی گزارتے ہیں۔ان کی نماز، روزے اور تسبیح اور تلاوتِ قرآن، حج وزکوٰۃ کو عبادت سمجھا جاتا ہے۔یہ غلط فہمی بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہم عبادت کے اصل مطلب و معنی سے ناواقف ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر قبلہ رو کھڑے ہونا، گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکنا، زمین پر ہاتھ ٹیک کر سجدہ کرنا اور چند مقررہ الفاظ زبان سے ادا کرنا بس یہی چند افعال اور حرکات عبادت ہیں۔غرضیکہ جب کوئی شخص ان چند افعال کو ظاہری شکلوں کے ساتھ ادا کرتا ہے تو ہم خیال کرتے ہیں کہ اس نے اللہ کی عبادت کی اور وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا مقصد پورا ہو گیا۔اب وہ اپنی باقی زندگی اور اس کے معاملات میں بالکل آزاد ہے جس طرح چاہے گذارے۔ (جاری ہے)

(اقتباس: خطبات۔سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

نئے صبح وشام پیدا کر .....

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر
میں شاخِ تاک ہوں میری غزل میرا ثمر
مرے ثمر سے مے لالہ فام پیدا کر
میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر
(علامہ محمد اقبال)

Website of the month

www.raah.tv اسلام کی ترجمانی کرنے والی ایک مکمل دینی ٹی وی ویب سائٹ ہے۔جس میں دین کے فہم کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ حالات کے تناظر میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں اور مسائل کو اجاگر کیا جاتا ہے۔دروس قرآن، اخبار، حالاتِ حاضرہ، بیٹھک پروگرام، مجالس کی ویڈیوز پر مشتمل ایک نہایت ہی مفید ویب سائٹ ہے۔

اسے مت پڑھیں

جی ہاں! اسے مت پڑھیں۔لیکن آپ اسے ضرور پڑھیں گے بلکہ آپ اسے پڑھ رہے ہیں کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اسے نہ پڑھیں، جہاں لکھا ہوگا، پھول توڑنا منع ہے آپ وہاں پھول ضرور توڑیں گے بلکہ پھولوں کا گل دستہ بھی بنائیں گے۔جہاں لکھا ہوگا ہارن بجانا منع ہے وہاں آپ ضرور ہارن بجائیں گے۔جہاں درج ہوگا سگریٹ پینا منع ہے وہیں آپ سگریٹ کا دھواں لوگوں کے چہروں پر پھونکیں گے۔افسوس کہ اوپر یہ ہدایت لکھی ہے کہ اسے مت پڑھیں لیکن آپ پڑھتے جا رہے ہیں۔بلکہ اب تو پوری عبارت پڑھ بھی چکے ہیں۔یہی انسانی رویہ ہے کہ جو ہدایت بھی اس کو دی جاتی ہے وہ اس پر کم ہی عمل کرتے ہیں۔اور قوانین کو توڑنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ذرا غور کریں۔کیا یہی رویہ ہمارا اپنے رب کی ساتھ نہیں ہے؟ کہ جس کام سے ہمیں رکنے کا حکم دیا جاتا ہے ہم اسی کام کو ضرور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت
ieckuwait@hotmail.com

43 agust2012.indd 17 10/2/12 5:22 PM

عالمی خبریں

فارئین قرآن کی دلچسپی میں اضافہ

نیویارک: اخبار کرسچن سائنس مانیٹر کے مطابق اسلام کے خلاف ویڈیو منظر عام پر آنے کے بعد امریکہ میں قارئین قرآن کی دلچسپی میں ڈرامائی اضافہ ہوا ہے۔اس وقت بائیبل لٹریچر سوسائٹی کی طرح قرآنی مطالعات کے لیے کوئی خود مختار ادارہ تو موجود نہیں لیکن اخبار کہتا ہے کہ یہ صورت حال عنقریب بدلنے والی ہے۔ایک سروے کے مطابق پوری دنیا میں قرآن غیر معمولی تعداد میں چھپ رہا ہے۔صرف سعودی عرب کے سرکاری پریس سے سالانہ قرآن کے ایک کروڑ نسخے چھپتے ہیں۔اسلامی دنیا میں قرآن کے مطالعہ میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ امریکہ میں حالیہ برسوں میں قرآن کے انگریزی میں 21 نئے ترجمے چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

توہین آمیز فلم کا ڈائرکٹر روپوش

کیلیفورنیا: امریکہ میں نائن الیون کی 11ویں برسی کے موقع پر اسلام اور رسول پاک ﷺ کی مبینہ اہانت پر مبنی ریلیز کی جانے والی فلم کی عالم اسلام میں شدید مذمت کی جارہی ہے۔ اس اشتعال انگیز فلم Innocence of Muslims کا بنانے والا 55 سالہ اسرائیلی یہودی ڈائرکٹر سیم باسل ہے جو کیلیفورنیا میں پراپرٹی بلڈر ہے، باسل نے فلم خود لکھی اور خود ہی اسکی ہدایت کاری کی ہے۔اس نے فلم کی تیاری لیے سو یہودیوں سے پانچ ملین ڈالرس کا عطیہ وصول کیا ہے، جب اس سے عطیہ دینے والوں کی معلومات حاصل کی جانے کی کوشش کی گئی تو اس نے شناخت بتانے سے انکار کیا۔

متنازعہ فلم جولائی سے آن لائن دکھائی جارہی ہے لیکن جب اسے عربی زبان میں پیش کیا گیا تو مسلم ممالک میں احتجاج شروع ہوگیا، اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلم امت میں آج بھی غیرت ایمانی باقی ہے، مسلمان دین اسلام پر کسی طرح کا حملہ برداشت نہیں کرسکتا چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

صومالیہ کے نئے صدر منتخب

موگادیشیو: صومالیہ کا شمار افریقہ کے غریب ترین مسلم ممالک میں ہوتا ہے۔اور خانہ جنگی کی وجہ سے ملک تباہ و برباد ہو چکا ہے۔

10 ستمبر کو موگادیشیو میں ارکان پارلیمان نے حسن شیخ محمود کو ملک کو آٹھواں نیا صدر منتخب کیا ہے۔حسن شیخ کی پیدائش 1955ء میں ہوئی، بچپن میں ہی والد کا انتقال ہوگیا، حالات ناگفتہ بہ تھے، قریبی اعزہ واقرباء کی مدد سے زندگی کے ایام گزارے، 1981 میں صومالی نیشنل یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور اعلی تعلیم کے لیے ہندوستان گئے اور بھوپال یونیورسٹی سے 1994ء میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔صدر منتخب ہونے سے پہلے شیخ حسن ڈاکٹر عبد الرحمٰن السمیط صدر جمعیۃ العون المباشر کے قائم کردہ تعلیمی ادارہ میں مدیر تھے۔

دس لاکھ یتیموں کا نگہبان کون ؟

بغداد: عراق کی خانہ جنگی میں ایک اندازے کے مطابق دس لاکھ بچے یتیم ہو چکے ہیں، الجزیرہ چینل نے ایک دستاویزی فلم نشر کی ہے جس سے عراق میں یتیم ہونے والے بچوں کے حال زار کی عکاسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔الجزیرہ نے عراقی بچوں پر ہونے والے اس ستم کی عکاسی بہت خوبصورت انداز میں پیش کر کے ساری دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عراقی بچے آج کس دور سے گزر رہے ہیں، اور ان کا پرسان حال کون؟۔

خواتین کی خدمات ناقابل فراموش

نئی دھلی: اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک خواتین کو کس قدر احترام ووقار حاصل تھا۔اس زمانے میں خواتین تعلیم اور درس وتدریس کے شعبوں میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک تھیں اور اسلامی علوم کے فروغ میں ان کا حصہ مردوں سے کسی بھی طرح کم نہیں تھا۔اس دوران محدثات کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار پانچ سو سے زیادہ ہے جنہوں نے علم حدیث میں عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ان خیالات کا اظہار آکسفورڈ یونیورسٹی لندن کے سینٹر فار اسلامک اسٹڈیز سے وابستہ ڈاکٹر محمد اکرم ندوی نے ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، انڈیا کے زیر اہتمام توسیعی خطبے میں کہا۔انہوں نے 53 جلدوں پر مشتمل عربی زبان میں ان محدثات کا تذکرہ مرتب کر کے تحقیق کا اعلی معیار قائم کیا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ بہت سی حدیثیں صرف خواتین کی وجہ سے باقی ہیں اور اسلام کے تقریباً چوتھائی فقہی احکام خواتین کی علمی تحقیق کے مرہون منت ہیں۔

دنیا کی تین بااثر عرب خواتین

نیویارک: امریکا سے شائع ہونے والا کثیر الاشاعت فوربس میگزین نے سال 2012ء میں دنیا کی سب سے بااثر ایک سو خواتین کی فہرست جاری کی ہے جس میں تین عرب خواتین کا نام بھی شامل ہے۔اور وہ خواتین نیشنل بینک کویت کی چیف ایگزیکٹیو آفیسر شیخہ خالد البحر ہیں جن کا 85واں مقام آیا ہے جبکہ متحدہ عرب امارات کی 2008ء میں بیرونی تجارت کی وزیرہ رہ چکی شیخہ لبنی القاسمی کا 92واں مقام حاصل ہوا ہے، اور قطر میوزیم اتھارٹی کی سربراہ شیخہ میسا بنت حمد آل ثانی کا 100واں مقام میں نام شامل ہے۔اور اس فہرست میں جرمن چانسلر اینجلا مرکل کا نام پہلے نمبر پر ہے۔

محمد خالد اعظمی (کویت)

زمین سے فضائتک خواتین باحجاب

قاہرہ: مصر میں پہلی مرتبہ ملازمت پیشہ خواتین کو دوران ڈیوٹی حجاب اوڑھنے کی اجازت دی گئی ہے، کچھ دنوں قبل مصری ٹیلی ویژن چینل کی خواتین نیوز اینکرز کی جانب سے حجاب پہننے کے اعلانات کے بعد قومی فضائی کمپنی سے وابستہ کئی ایئر ہوسٹس نے بھی ڈیوٹی کے دوران حجاب پہننے کے لیے درخواست دی ہیں۔اب حکومت نے حجاب کی خواہش مند لڑکیوں کو ان کی مرضی کا حجاب اوڑھنے کی اجازت دے دی ہے، لہذا اب کوئی بھی ایئر ہوسٹس ڈیوٹی کے دوران حجاب پہن سکتی ہے۔مصر میں 1960ء کے اوائل میں ٹیلی ویژن چینل کا آغاز ہوا اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ حجاب کے ساتھ خبریں نشر کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

جبرئیل علیہ السلام کی فرضی تصویر

نئی دھلی: ہندوستان کے معروف اشاعتی ادارہ NCERT کے زیر اہتمام گیارہویں جماعت کی تاریخ کی کتاب میں جلیل القدر فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کی فرضی تصویر شائع ہوئی ہے، جس میں نعوذ باللہ انہیں بانسری بجاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔جہاں دنیا کے دیگر ممالک میں اسلام کی شبیہ بگاڑنے کی کوشش جاری ہے وہیں ہندوستان بھی اس میدان میں پیچھے رہنا نہیں چاہتا، لیکن ہندوستانی مسلم قائدین نے اس کی پرزور مخالفت کی ہے۔

سیکڑوں افراد کا قبول اسلام

دبئی: دار البر سوسائٹی دبئی کے مطابق رمضان المبارک میں تین سو سے زیادہ تارکین وطن مشرف بہ اسلام ہوئے۔دار البر کے انفارمیشن کے مطابق اس سال اسلام قبول کرنے والوں کی مجموعی تعداد پندرہ سو سے زیادہ ہوگئی ہے۔جبکہ سعودی عرب کے دار الحکومت ریاض میں 1993ء کے دوران اسلامک ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے قیام بعد سے پچھلے بیس سالوں میں ۲۰ ہزار سے زیادہ بیرون ملک سے آئے ہوئے افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔

جبکہ کویت کی لجنۃ التعریف بالاسلام کے داعیوں کی کوشش سے ماہ رمضان میں 1214 افراد نے اسلام قبول کیا۔جن کا تعلق فلپین، ہندوستان، سریلانکا، اور نیپال وغیرہ سے ہے۔

43 agust2012.indd 18 10/2/12 5:22 PM



ماہ رمضان میں 1214 لوگوں نے اسلام قبول کیا

''دعوت ہمارا فرض منصبی ہے.....ہمارے ساتھ مل کر پہنچایئے'' کے بینر تلے امسال IPC نے ماہ رمضان میں اپنی دعوتی سرگرمیاں شروع کی تھیں، اوراس کی تشہیر کویت کے متعدد الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا میں کی گئی تھی، جس کے زیر اثر الحمدللہ IPC کی تاریخ میں پہلی بار 1214 غیر مسلم مرد وخواتین نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔



جواں سال داعی شیخ ارشدبشیر مدنی کی کویت تشریف آوری

'آسک اسلام پیڈیا' کے ڈائرکٹر شیخ ارشد بشیر مدنی (ایم بی اے) کی کویت تشریف آوری کی مناسبت سے مختلف مسلم کمیونٹیز نے ان کے لیے دعوتی پروگرامز ترتیب دیئے، شانتی سندیشم اور کرپا سوسائٹی کے زیر اہتمام وزارہ الاوقاف کے تعاون سے مسجد کبیر میں ان کا پروگرام رکھا گیا جس میں اردو داں تارکین وطن کی اچھی خاصی تعداد نے شرکت کی، ریڈیو کویت کے ہفتہ وار پروگرام 'آج کے مہمان' میں آپ کا انٹرویو بھی نشر ہوا اور IPC کے عربی ترجمان ماہنامہ 'بشری' میں تین صفحات پر مشتمل ان کی دعوتی سرگرمیوں کا تفصیلی خاکہ شائع ہوا۔ اسی طرح IPC نے ان سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے کئی ویڈیوز ریکارڈ کرائے۔ 'آسک اسلام پیڈیا' ایک اسلامی پورٹل ہے جس کے وہ بانی اور سرپرست ہیں اور اسے لانچ کرنے کے لیے ان دنوں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ آپ ایک ابھرتے ہوئے جواں سال داعی ہیں، جو کم عمری کے باوجود دینی اور دنیاوی دونوں میدان میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔





اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کی سرگرمیاں

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت پورا سال قرآن کے درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ لیکن رمضان میں خصوصی توجہ قرآن مجید سننے سمجھنے پر مرکوز ہوجاتی ہے۔ دارالقرآن فحاحیل کی مسجد میں قاری عبدالرحمن تراویح میں قرآن سناتے ہیں، اس دفعہ ان کا ساتھ قاری صابر نے بھی دیا۔ انجنیر اطہر علی خان ان تلاوت شدہ آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ فحاحیل کے مختلف علاقوں میں کیمپوں کے اندر ننھے حفاظ نے قرآن سنایا۔ جن میں عبدالودود، عبداللہ شفیق، عمر فاروق مجتبی ہارون، معاذ الیاس اور عمار ضیاء نے یہ سعادت حاصل کی۔ کہنے کو تو یہ بچے تھے مگر ان کا جذبہ، ولولہ، ہمت اور لگن قابلِ ستائش تو ہے ہی قابلِ تقلید بھی ہے۔ مسجد رافع جلیب الشیوخ میں مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن گذشتہ چند سالوں سے نمازِ تراویح میں قرآن سناتے ہیں اور پھر اسکی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ خیطان کی ایک مسجد میں حسب سابق مشتاق احمد کے صاحبزادے حافظ وجیہ الحسن نے قرآن سنایا۔ مسجد نقا العدوانی میں منیر احمد کے چشم و چراغ حافظ جاسم منیر قرآن سنانے والوں میں شامل تھے۔ اسی طرح عرفان سعید کے نورِ نظر حسان سعید نے 'الرای' کی ایک مسجد میں باقاعدگی کے ساتھ قرآن مکمل کیا۔ کم عمر ہونے کے باوجود اس کا جذبہ اور قرآن سے محبت دیدنی تھی۔ قرآن سے تعلق اور محبت اور لگن کا جب بچوں تک کا یہ عالم ہو تو پھر خواتین پیچھے کیسے رہ سکتی ہیں۔ ان میں تو ویسے بھی دین سے محبت اور روحانی وایمانی جذبہ مردوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ چار جگہ ان کا دورۂ تفسیر رہا، یہیں پہلے قرآن کی تلاوت کرتیں پھر تلاوت شدہ آیات کا ترجمہ اور تشریح بیان کی جاتی۔ ان پروگراموں میں شرکاء خواتین کی تعداد توقع سے بھی زیادہ رہی ہے۔ (رپورٹ: محمد اطہر مخدوم)





انڈین مسلم ایسوسی ایشن کی دعوتی سرگرمیاں

انڈین مسلم ایسوسی ایشن کویت (IMA) مسجد کبیر کے تعاون سے کویت میں مقیم اردو جاننے والے انڈین کمیونٹی میں دعوت دین کا کام بڑی یکسوئی سے کررہی ہے: ☆ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر 'استقبال رمضان' کا پروگرام مسجد یوسف العدسانی مالیہ میں منعقد کیا گیا، جس میں جناب خلیل الرحمٰن چشتی، مولانا محمد طاہر مدنی 'مسجد کبیر کی طرف سے شعبۂ جالیات کے سید احمد التراوی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ ☆ IMA یوتھ ونگ نے وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیہ کے تعاون سے ''ہماری عبادتیں بے اثر کیوں؟'' کے موضوع پر ایک مہم چلائی، دوران مہم یوتھ ونگ کے افراد نے کویت کے مختلف مقامات ومساجد میں پروگرام کئے، ذاتی ملاقاتیں کیں، ذمہ داروں سے ملے، موضوع کے تحت کتابچے تقسیم کئے، اس مہم کا اختتامی پروگرام افطار پارٹی کی شکل میں مسجد یوسف العدسانی مالیہ میں منعقد ہوا، مہمانِ خصوصی جمعیت الشیخ عبداللہ النوری کے منیجر جمال النوری نے شرکت کی۔

IMA کویت میں مقیم غیر مسلموں کے درمیان بھی اسلام کا پیغام پہونچانے کا خاص اہتمام کرتی ہے، اسی غرض سے IMA نے غیر مسلموں کو مشترکہ افطار پارٹی میں مدعو کیا جس میں ہندوستان سے آئے ہوئے وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ کے مہمان جناب عبداللہ جاوید صدر جماعت اسلامی ہند صوبہ کرناٹکا نے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ اسلام صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔ ☆ IMA نے مسجد یوسف العدسانی میں جالیات کے لیے نماز عید کا اہتمام کیا، جناب شرف الدین صوفی نے نماز پڑھائی اور اردو میں خطبۂ عید دیا، تقریباً مرد وخواتین اور بچوں کی کل تعداد تین ہزار تھی، نماز کے بعد نمازیوں میں سویاں تقسیم کی گئی۔ سب نے اللہ تعالی کے شکر کے بعد امیر کویت، ولی عہد اور تمام اہل کویت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ ہم کو کویت میں جتنی سہولیات میسر ہیں شاید کسی ملک میں میسر نہ ہوں۔ اللہ تعالی اس ملک کو تادیر قائم ودائم رکھے آمین۔ (رپورٹ: محمد خالد اعظمی)

43 agust2012.indd 19 10/2/12 5:22 PM

استدراک

حدیثِ معاذ بن جبل ؓ کیا صحیح سندوں سے مروی حدیث ہے؟

شیخ عبدالرؤوف بن عبدالحنان حفظ اللہ نے ماہنامہ مصباح کے کالم ''صدائے عرش'' کے تحت چھپے ایک مضمون میں وارد حدیث 'حدیث معاذ' پر استدراک فرمایا اور تفصیل سے اس کا حکم قلمبند کر کے ہمیں ارسال کیا ہے، ذیل کے سطور میں ہم یہ استدراک پیش کرتے ہوئے شیخ موصوف کے شکر گذار ہیں اور آئندہ بھی ہم ان کے اور دیگر قارئین کے استدراک کا خیر مقدم کریں گے۔ (ادارہ)



ماہنامہ مصباح شمارہ 41 جون 2012ء بمطابق رجب شعبان 1433ھ میں تقریباً دو ہفتہ قبل ایک کالم بعنوان ''رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ حرف آخر ہے'' نظر سے گذرا۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ حرف آخر ہے، جس طرح آپ کا فیصلہ حرف آخر ہے اسی طرح آپ کے فیصلے کو قبول کرنا بھی ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: (ترجمہ) ''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک اپنے اختلافات میں آپ کو حکم تسلیم نہ کرلیں، پھر آپ جو فیصلہ صادر کریں اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کسی قسم کی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور اس کے سامنے پوری طرح سر تسلیم خم نہ کریں۔''

مذکورہ کالم میں جو بات قابل ملاحظہ ہے وہ یہ کہ فاضل کالم نگار نے اس میں حدیث معاذ بن جبل ؓ جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیج رہے تھے تو پوچھا کہ تم کس چیز کے مطابق فیصلے کرو گے.....الی آخر الحدیث کے بارے میں کہا ہے کہ ''مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں یہ روایت صحیح سندوں کے ساتھ منقول ہے''

فاضل کالم نگار کے اس کلام پر درج ذیل ملاحظات ہیں:

- انہوں نے اس حدیث کو ابن ماجہ کی طرف بھی منسوب کیا ہے جبکہ جس سیاق سے انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اس سیاق سے یہ حدیث ابن ماجہ میں نہیں ہے بلکہ اس میں اس سیاق سے ہے: لا تقضين ولا تفصلن الا بما تعلم ، وان أشكل عليك أمر فقف حتى تبينه أوتكتب الى فيه (ابن ماجہ حدیث 55، المقدمۃ)

یعنی اسی چیز کے بارے میں فیصلہ کرو جس کا تم کو علم ہو اور اگر کسی چیز کے بارے میں کوئی اشکال ہو تو توقف اختیار کرو، یہاں تک کہ وہ تمہارے لیے واضح ہو جائے یا اس کے بارے میں مجھے لکھو''۔

یہ ہے ابن ماجہ کا سیاق اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے، اس میں ایک راوی محمد بن سعید بن حسان المصلوب ہے، حافظ ابن حجر نے تقریب میں اس کے بارے میں کہا ہے: ''کذبوہ'' محدثین نے اس کو کذاب کہا ہے۔ امام بوصیری اس سند کے بارے میں لکھتے ہیں: هذا اسناد ضعيف محمدبن سعيد هو المصلوب اتهم بوضع الحديث مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ (حدیث 20) ''یہ سند ضعیف ہے، محمد بن سعید جو کہ مصلوب کے لقب سے مشہور ہے اس پر احادیث گھڑنے کی تہمت لگائی گئی ہے''۔

- ان کا یہ کہنا کہ مسند احمد، ابوداؤد اور ترمذی میں یہ روایت صحیح سندوں کے ساتھ منقول ہے دو اعتبار سے محل نظر ہے:

الف: ان کتب میں اس کی ایک ہی سند ہے اور وہ ہے شعبہ بن حجاج کی سند۔

ب: مسند احمد، ابوداؤد، اور ترمذی کی ایک روایت میں بعض راویوں نے اس حدیث کو شعبہ سے مرسل سند سے روایت کیا ہے اور مرسل سند ضعیف ہوتی ہے۔ اسی طرح شعبہ کے علاوہ ابواسحاق شیبانی کی سند سے بھی یہ حدیث مرسلاً ہی آئی ہے بلکہ معضل سند سے آئی ہے (۱) اور اس سند سے اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف (4/543/22989) میں اور ابن حزم نے الاحکام (6/35) میں روایت کیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے 'احادیث ضعیفہ' (حدیث 881) میں اس حدیث کی مفصل تخریج کی ہے مگر شیبانی والی سند ان پر مخفی رہی ہے، اس سند کا ذکر راقم نے ''روضۃ الناظر'' لابن قدامہ (2/338/259) کی تخریج میں کیا ہے جو شرکہ غراس کویت میں زیر طبع ہے۔

بعض علماء اگرچہ اس حدیث کے ثبوت کی طرف گئے ہیں لیکن دلائل کے اعتبار سے درست یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، کبار ائمہ ومحدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے ان کا ذکر ہم خوف طوالت کے باعث احادیث ضعیفہ کے حوالے سے کرتے ہیں: 1۔ بخاری 2۔ ترمذی 3۔ عقیلی 4۔ دارقطنی 5۔ ابن حزم 6۔ ابن طاہر 7۔ ابن جوزی 8۔ ذہبی 9۔ سبکی 10۔ ابن حجر (ملاحظہ ہو احادیث ضعیفہ 2/285)

قلت: امام عبدالحق اشبیلی (متوفی ۵۸۲ھ) نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، چنانچہ وہ الأحکام الوسطی (3/342) میں لکھتے ہیں: هذا الحديث لايسند ، ولا يوجد من وجه يصح ''یہ حدیث مسند نہیں۔ یعنی مرسل ہے۔ اور نہ یہ صحیح سند سے پائی جاتی ہے''۔

اس حدیث کی سند سے قطع نظر اس پر معنوی اعتبار سے بھی کلام کیا گیا ہے وہ یہ کہ یہ حدیث کتاب وسنت میں تفریق کرتی ہے جبکہ واجب یہ ہے کہ بیک وقت کسی مسئلہ کو کتاب وسنت دونوں میں دیکھا جائے، کیونکہ سنت قرآن کی تفسیر ہے، اس کے لیے سورہ نحل کی آیت (44) اور سورہ قیامہ کی آیت (18-19) کو دیکھا جائے۔ (تحریر: ابوعبدالسلام عبدالرؤوف بن عبدالحنان۔ کویت)

(۱) مرسل اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کو تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر روایت کرے۔ اور معضل اس سند کو کہا جاتا ہے جس میں دو راوی حذف ہو جائیں۔

مکتوبات



برما کے مسلمانوں کی مدد ہونی چاہیے

مکرمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ مصباح شمارہ 42 ہمارے سامنے ہے، آپ نے اداریہ میں برما کے مسلمانوں کی حالت زار بیان کی ہے، اردو زبان میں پہلی بار میرے پاس برما کے مسلمانوں کے بارے میں ایسی تفصیلی معلومات پہنچی ہے، آپ کی تحریر دل کو جھنجھوڑ دینے والی ہے، میں خود پڑھ کر بے قابو ہو گیا، لیکن ہم برما کے مسلمانوں کی مدد کیسے کر سکتے ہیں، آپ سے گذارش ہے کہ اگلی اشاعت میں کسی کمیٹی کا پتہ شائع کریں جہاں برما کے مسلمانوں کے لیے رقم جمع کرائی جا سکے۔ اس لیے کہ ہمارے بہت سارے دوست اس سلسلے میں پوچھ رہے ہیں۔

آپ نے یہ بھی اعلان شائع کیا ہے کہ دعوت ہمارا فرض منصبی ہے اس کام میں ہمارا ساتھ دیجئے، ساتھ دینے کا کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے اس کی وضاحت فرمائیں۔ اخیر میں تحدیث نعمت کے طور پر یہ عرض کریں گے کہ کویت میں مصباح کی ماہانہ اشاعت اور اس کی مفت تقسیم اردو داں طبقہ کے لیے نیک فال ہے۔ اس کے لیے آپ کی ادارتی کمیٹی ہماری طرف سے خصوصی شکریہ کی مستحق ہے۔

والسلام

شاہ محمد نصیر الدین عارفؔ (مرقاب۔ کویت)

برما کو مالی تعاون دینے کے لیے کویت کی کسی بھی رفاہی کمیٹی سے رابطہ کر سکتے ہیں، اور IPC میں ہمارا ساتھ دینے کی نوعیت یہ ہے کہ اسلام کے داعی بنیں اور غیر مسلموں تک دعوتی لٹریچرز پہنچا کر اور ماہنامہ مصباح کی تقسیم میں حصہ لیکر ہمارا تعاون کریں۔ IPC آپ کو 14 سے زائد زبانوں میں دعوتی لٹریچرز مفت فراہم کرتی ہے۔ ہمیں آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ (ادارہ)

43 agust2012.indd 20 10/2/12 5:22 PM

بزم ادب

تذکرۃ النبی

ہرایک بزم حسیں میں خوب تر کی بات کرتا ہوں
ادب سے خوبیوں کے تاجور کی بات کرتا ہوں
سنواری شانہ فطرت کی جس نے زلف ژولیدہ
دیارِ حسن میں اس دیدہ ور کی بات کرتا ہوں
ضلالت کی شب تاریک میں جس سے مچی ہلچل
حق افروز ایسے خورشید سحر کی بات کرتا ہوں
ہے سرگرم عمل ہر دم سعادت جس کی راہوں پر
گزرتا ہوں جدھر اُس راہبر کی بات کرتا ہوں
پسینہ جس کا بہتر تھا گلاب ومشک وعنبر سے
رسول پاک خو' والا گہر کی بات کرتا ہوں
پڑھا کلمہ شجر نے جس کے ارشادگرامی پر
خدا کے اس حسیں پیغامبر کی بات کرتا ہوں
سناؤں کیا مہ ومریخ تک جانے کے افسانے
خرد کی بزم میں شق القمر کی بات کرتا ہوں
ہوابازوں،خلابازوں کی سیاحی میں ندرت کیا
شب معراج کے سیروسفر کی بات کرتا ہوں
جہازوں،راکٹوں کی سرعتِ پرواز کیا سوچوں؟
براق ورفرف وذوق نظر کی بات کرتا ہوں
نہ پوچھو بات حیرت کی گھٹا چھائی ہے رحمت کی
محمد مصطفیٰ خیرالبشر کی بات کرتا ہوں

حیرت بستوی

ایک تازہ غزل

دور وطن سے کرتا ہوں دن بھر مزدوری اپنوں کی
لیکن خون رلا دیتی ہے رات کو دوری' اپنوں کی
خود ہی رخصت کرتے ہیں وہ خود ہی پاس بلاتے ہیں
اک مجبوری گھر داری کی اک مجبوری اپنوں کی
اپنے ہاتھوں ہانڈی روٹی کرتے ہوئے یاد آتی ہے
دیسی گھی اور شکر والی میٹھی چوری اپنوں کی
ہم پردیسی لوگ تو کاشف ایک ہی دھن میں رہتے ہیں
جیسے تیسے ہو جائے ہر خواہش پوری اپنوں کی

کاشف کمال،کویت

جمعیت ابنائے قدیم جامعہ دارالسلام عمرآباد،شاخ کویت کا عیدملن مشاعرہ

اردوادب کی ترویج واشاعت میں مشاعروں کا اہم رول ہے: محمد ہوشدار خان



جمعیت ابنائے قدیم جامعہ دارالسلام عمرآباد۔شاخ کویت کے زیراہتمام لجنۃ التعریف بالاسلام شاخ خیطان کے ہال میں ایک خوبصورت مشاعرہ منعقد ہوا، جس میں فارغین جامعہ کے علاوہ کویت کے مشہورشعرائے کرام نے شرکت کی، پروگرام کا آغاز جناب عبداللہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔جناب فاروق خان نے حمداور برادر ریاض نے نعت اچھی آواز میں پڑھ کرسامعین کا دل جیت لیا، مولانا ثناءاللہ عمری نے کویت میں جمعیت کی تاسیس سے اب تک کا سفر اور مولانا سید عبدالسلام عمری سکریٹری جمعیت نے جامعہ دارالسلام ماضی سے حال تک کا تعارف بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مشاعرہ آپسی تال میل کا بہت ہی بہترین ذریعہ ہے،جس کی ہلکی سی جھلک ہمیں اس مشاعرہ میں ملی جس کا اعتراف تمام شرکائے مشاعرہ نے کیا۔عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ سامعین شعراء کے کلام سے گھبرا کر اٹھنا شروع کردیتے ہیں لیکن اس مشاعرہ کا انداز ہی نرالا تھا کہ سامعین سننے کے لیے بیقرار ہیں اور شعراء پریشان ہیں کہ کس طرح مشاعرہ سے گھر روانہ ہوں۔

مشاعرہ کے مہمان ذی وقار جناب محمد ہوشدار خان نے فرمایا کہ اردوادب کی ترویج واشاعت میں مشاعروں کا اہم رول ہے،اتنے اچھے مشاعرہ میں اپنی شرکت کو باعث فخر سمجھتا ہوں، پھر آپ نے مشاعرہ منعقد کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ کے مشاعروں میں شرکت کا وعدہ بھی کیا، جبکہ لجنۃ التعریف بالاسلام خیطان کے مدیر حمدان النبہان نے کہا کہ جمعیت ابنائے قدیم جامعہ دارالسلام عمرآباد کے منتظمین،شعراء، اور سامعین کو دیکھ کو دل خوشی سے ابل اٹھا کہ ہماری آفس میں کویت کے چیدہ چیدہ لوگ حاضر ہوئے،انہوں نے کہا کہ آئندہ اگر اس سے بڑا

رپورٹ:محمد خالد اعظمی

بھی مشاعرہ ہوا تو میرا اس میں ہرطرح کا تعاون رہے گا۔ مولانا شیخ عبدالسلام عمری صدر جمعیت ابنائے قدیم نے تمام شرکاء کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا،اپنے صدارتی کلمات میں جناب مولانا یونس عمری انجم نے عنقریب پروقار مشاعرہ کے انعقاد کا عندیہ دیا۔ سامعین، شعرائے کرام اور تمام ذمہ داروں کا دل کی گہرائیوں سے اظہارتشکر ادا کیا۔مشاعرہ کی کاروائی محمد خالد اعظمی نے چلائی مشاعرہ کے کچھ پسندیدہ اشعار قارئین مصباح کے لیے پیش خدمت ہیں::

سنائیں شہر میں کس کو صداقت اپنے شعروں کی
صدائیں تیز تھیں لیکن وہاں کے لوگ بہرے تھے

صابر کاسیگر

دیکھ کر رکھ نظر قدم ان پر
یہ زمین اپنی آسماں اپنا

نظر کڈپوی

دل کی بستی ہے مری شہر خموشاں کی طرح
اب تو تنہائی میں تہوار گزر جاتا ہے

افروز عالم

وہ چھوٹ جائے گا جرم کرے
مگر میں سچا بیان دونگا

طارق محمود

اجاڑی جاتی ہے بستی امیروں کے اشاروں پر
یہ منظر دیکھ کر ہر دم میرے آنسو نکلتے ہیں

ابراہیم سنگی راجہ

اس جہاں غم واندوہ میں بھی
مسکرانا بھی آزمائش ہے

عماد بخاری

تلاش کرتی ہے ہرسمت اس کو میری نگاہ
ہے دل میں جلوہ نما لاالہ الا اللہ

اقبال سعیدی

اے اہل ستم اہل جفا کیا تو نے کبھی سوچا
یہ درد جو دیتا ہے ہمیں کیا تو نے کبھی سوچا

ثناءاللہ عمری

اس موقع پر جناب شیخ فیض اللہ مدنی، شیخ عبدالحفیظ مدنی، سید شبیہ گیاوی، شیخ عارف جامعی، شیخ حبیب الرحمٰن جامعی، شیخ مستان، سید عزیز قادری کے علاوہ بڑی تعداد میں مشاعرہ کے شائقین موجود تھے۔

43 agust2012.indd 21 10/2/12 5:22 PM

تعلیمات مصطفویہ

☆ داناوہ ہے جوخود کوچھوٹا سمجھتا ہے اور کام وہ کرتا ہے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ نادان وہ ہے جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور اللہ پر امیدیں باندھتا ہے۔

☆ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے، پہلوان وہ ہے جو نفس کو اپنے بس میں رکھتا ہے۔

☆ غیر ضروری کام چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔

☆ حیا سراپا خیر ہے (شرم وحیا میں نیکی ہی نیکی ہے)۔

☆ صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

☆ تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

☆ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

☆ خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

☆ اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو، ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی حال میں پھنس جاؤ۔

☆ لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے جو اس میں پورا اُترا دوزخ سے بچا رہے گا۔

☆ یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے ساتھ یوں رہے گا، جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

☆ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہ کیا جائے۔

☆ ایک مومن دوسرے کے لیے آئینہ ہے، اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے بتا دو۔

☆ آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھ؛ جس کی ایک اینٹ دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔

☆ یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے۔ اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم ان سے احسان کرو اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم ان پر ظلم نہ کرو۔

☆ جو کوئی علم کی تلاش میں چلتا ہے اس کے لیے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

☆ جو کوئی علم کو چھپاتا ہے اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(انتخاب از 'مہر نبوت': علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ)

43 agust2012.indd 22 10/2/12 5:22 PM